بارشِ رحمت

یعنی

مجموعۂ نعت و منقبت

از

مولوی سلمان احمد صاحب (ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل)

بدایوں۔ یوپی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

پبلشر:- احمید الدین نظامی

سنہ طباعت مارچ ۱۹۶۶ء

قیمت غیر مجلد ایک روپیہ مجلد ایک روپیہ ۲۵ پیسے

ملنے کا پتہ: نظامی بک ایجنسی بدایوں۔ یو۔ پی

انتساب

میں اس کتاب کو محسن ادب جناب الحاج مصطفیٰ رشید صاحب
شروانی ایم پی۔ ملک التجار مقیم الہ آباد کے نام نامی سے
معنون کرتا ہوں۔ شروانی صاحب موصوف کے دل میں
رسول پاک اور خاصان رسول پاک کی محبت اور ان کے
اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا پورا جذبہ ہے۔
خدا سے دعا ہے کہ وہ ان کو ترقی درجات
عطا فرمائے۔

نظامی پریس بدایوں۔ احید الدین نظامی
مارچ ۱۹۶۶ء پبلشر

پیش لفظ

برادرم مولوی سلمان احمد صاحب ہلالی صدیقی کا یہ نعتیہ کلام آپ کے پیش نظر ہے۔ ہلالی صاحب ایک سنجیدہ مزاج اور نیک طینت انسان ہیں۔ شاعری سے شوق ہے۔ نعت اور منقبت لکھتے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں اس میں کشش ہوتی ہے۔

اس مختصر مجموعہ میں آپ ان کا کلام دیکھیں گے اور خود ہی محسوس کرینگے کہ انھوں نے کیا کچھ لکھا ہے۔ جو ان کے جذبات اور طرز نگارش کا آئینہ دار ہے۔ اس سے قبل ان کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوا ہے اور ملک میں مقبول ہوا ہے۔

انسانیت کے محسن اعظم محمد مصطفیٰ رسول خدا کی ذات ہمارے لئے مشعل راہ ہے ان کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جائے کم ہے۔ ہلالی صاحب کے یہ نغمے ایک طرف مسلمان عالم کے لئے باعث مسرت ہونگے اور دوسری طرف تمام امن پسند انسانیت کے علمبرداروں کو اپنی طرف متوجہ کرینگے جو اسوقت ایک نئی دنیا کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کا شایان شان خیر مقدم کیا جائے گا۔

نیاز مند
اجید الدین نظامی
پبلشر

نظامی پریس بدایوں
یو۔ پی
یکم مارچ ۱۹۶۲ء

۷۸۶

گنبدِ خضرا

لطفِ حریم ناز اِسی آستانہ پہ ہے — نذرانۂ نیاز اِسی آستانہ پہ ہے

قائم ادب، تو راکع و ساجد فلک بفرش — معراجِ[1] ہر نماز اِسی آستانہ پہ ہے

ہے دید[2] قبر دیدِ حیاتِ حضورؐ، یا — اعجازِ دلنواز اِسی آستانہ پہ ہے

جنّت یہیں[3] ہے منبر و مرقد کے درمیاں — یہ انکشافِ راز اِسی آستانہ پہ ہے

اس آستاں کے ملنے سے بنتے ہیں اپنے کام — خود اپنا کارساز اِسی آستانہ پہ ہے

آرام دو دوستدار ہیں[4] دو دوستاں سے خود — آرام گہ کو ناز اِسی آستانہ پہ ہے

عیدِ نگاہِ شوق کہیں ہے تو بس یہاں — دیدِ شہِ حجاز اِسی آستانہ پہ ہے

دل کے لیے قرار یہاں دلکشی یہاں
بس زندگی ہے واقعۃً زندگی یہاں

قرباں ہے جس پہ ذوقِ نظر وہ یہی تو ہے — رحمت ہے جس پہ شام و سحر وہ یہی تو ہے

---

۱ اشارہ جانب حدیث پاک (ترجمہ۔ نماز مومنوں کی معراج ہے) ۲ اشارہ جانب حدیث پاک۔ ۳ اشارہ جانب حدیث پاک۔ ۴ یعنی حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمر فاروقؓ۔

ہر طالبِ رضا کی نظر ہو خدا کی سمت
جس سمت ہی خدا کی نظر وہ یہی تو ہے

زائر پہ جس کے ہوتی ہے نارِ سقر حرام
نوری جہاں ہیں بندۂ در وہ یہی تو ہے

مخدومِ نورِ شام و سحر ہے یہ اصلِ نور
خادم ہیں جسکے شمس و قمر وہ یہی تو ہے

جس جلوہ گاہ پر بشریت کو ناز ہو
کرتا ہو جس پہ فخر بشر وہ یہی تو ہے

قبلِ طلب جہاں ہے تو ہو مطلوب کا حصول
قبلِ دعا جہاں ہو اثر وہ یہی تو ہے

آرامگاہِ سرورِ دنیا و دیں ہے یہ
کیسی زمین ہے کہ یہ عرشِ بریں ہے یہ

اس شانِ عز و جاہ کے قربان جائیے
اس اوجِ بے پناہ کے قربان جائیے

ہے کوئی بارگاہ تو بس ان کی بارگاہ
بس اِن کی بارگاہ کے قربان جائیے

جو کوئی دیکھ آیا ہے طیبہ کی راہ وہاں
اُس شخص کی نگاہ کے قربان جائیے

آقا کی جلوہ گاہ مکاں اور لامکاں
آقا کی جلوہ گاہ کے قربان جائیے

ہے در سے پہلے چشمِ ملک فرشِ راہِ در
پہلے تو فرشِ راہ کے قربان جائیے

پاکیزگی[1] ارض کا ایماں ہے خود گواہ
اِس ارض، اِس گواہ کے قربان جائیے

---

[1] جب حضرت موسیٰؑ اس سرزمیں کو جہاں بیت المقدس ہو ارضِ المقدس فرمائیں تو پھر ایمان قبلۂ کعبہ کی آرامگاہ کی پاکیزگی کا گواہ کیوں نہ ہو۔

گنبد کے آگے مہر و مہ و نجم ماند ہیں
زریں کلس سے اوس کے چار چاند ہیں

جنت ہی اور، گلشنِ دنیا کچھ اور ہے
یہ سب کچھ ایک سمت، مدینہ کچھ اور ہے

سرسبز ہی نعیم تو شاداب خلد بھی
لیکن بہارِ گنبدِ خضرا کچھ اور ہے

ہی قبلۂ جہان حرمِ پاک و محترم
لیکن یہ آستانِ معلّٰی کچھ اور ہے

ارض و سما میں حسن و صفا کی کمی نہیں
لیکن یہاں تو حسنِ مصفّا کچھ اور ہے

دیکھی ہیں جس نے روضۂ اقدس کی جالیاں
میں تو یہی کہونگا کہ دیکھا کچھ اور ہے

یہ بام و در، یہ گنبد و مینار، یہ کلس
جس شے کو دیکھو حسنِ مصفّا کچھ اور ہے

ہیں اور وصفِ روضۂ ختم الرسل مگر
ہیں اور چیز ہوں مرا کہنا کچھ اور ہے

کیا شے ہے چشمِ شوق ہلالی کے سامنے
دل ہے جھکا ہے روضۂ عالی کے سامنے

مدحِ حاضر

باغِ کونین کی بہار ہیں آپ — تم ہمارے اُمید وار ہیں آپ
شاہِ شاہانِ ذی وقار ہیں آپ — دونوں عالم کے تاجدار ہیں آپ
مظہرِ نورِ کردگار ہیں آپ

بے مثال آپ کی صفات و ذات — سیرتِ پاک مجمع الحسنات
افضل الخلق، سید السادات — زیبِ کرسیٔ رفعتِ درجات
مسند آرائے روزگار ہیں آپ

اے دو عالم کے مالک و سرور — آپ ہیں سب سے افضل و برتر
کیسے ہو کوئی آپ کا ہمسر — نہیں معبود لاشریک، مگر
عبدِ بے مثلِ کردگار ہیں آپ

خیرِ اُمت بحالِ زار ہو کیوں — خلشِ دل کا اعتبار ہو کیوں
ہم ہیں غم سے کوئی دوچار ہو کیوں — فکرِ آلامِ روزگار ہو کیوں
مالکِ نظمِ روزگار ہیں آپ

قاسمِ رزق، مالکِ کوثر — ہے مگر شانِ فقر پیشِ نظر
جگ کے دانا کے پیٹ پہ پتھر — کنزِ مخفی؎ سے جلوہ گر ہو کر

تاجدار دل کے تاجدار ہیں آپ

نور ہیں یا بشر شہِ ابرار — نہیں اس مسئلے کا حل دشوار
بات ہے صاف، بحث ہے بیکار — بشریت ہے جامۂ سرکار

اور خود نورِ کردگار ہیں آپ

قابَ قوسین، بلکہ اَوْ اَدنیٰ — واہ کیا قربِ دید کا ہے مزا
انتہا دیکھنے کی ہے، بخدا — شبِ اسریٰ خدا کو بے پردا

دیکھنے والے بار بار ہیں آپ

ہو ہماری گرفت کیا بے ہم — ہیں حمایت پہ کارسازِ امم
اپنی یہ بھول، آپ کا وہ کرم — غافل از جملہ کاروبار ہیں ہم

نگراں سوئے کاروبار ہیں ہم

؎ اشارہ جانب حدیث پاک۔

زندگی میں سنی ہے میں نے نوید — اس پہ مرتا ہوں، ہو حضور کی دید
میں ہوں اور چشمِ حسرت و امید — منتظر قبر میں منائے گا عید
منتظرِ ہمرا انتظار رہیں آپ

میں کہ اک عاجز و ذلیل و حقیر — آپ فخرِ جہاں و عرش سریر
ذرہ ہے روبروئے مہرِ منیر — مدحِ عاجز مری صدائے فقیر
اور مدحت کے شہریار رہیں آپ

دیکھوں اپنی تباہ حالی کو — یا کسی بارگاہِ عالی کو
ناز داتا پہ ہے سوالی کو — غمِ دارین کیا ہلالی کو
دونوں عالم میں غمگسار رہیں آپ

فیضِ مدحت

یہ مدحت کا بیاں ہے اور ہم ہیں — بس اب آرامِ جاں ہے اور ہم ہیں
ہے تصدقِ ذکرِ الطافِ پیمبر — کرم کی داستاں ہے اور ہم ہیں

خیالِ زلفِ شاہِ دیں ہی دلمیں — بہارِ گلستاں ہی اور ہم ہیں

ترقی کے مدارج ہیں یہیں ختم — اب ان کا آستاں ہی اور ہم ہیں

ملے دونوں جہاں صدقے میں اُنکے — عطائے دو جہاں ہی اور ہم ہیں

بہ فیضِ خاصِ معراجِ پیمبر — مقامِ لامکاں ہی اور ہم ہیں

زمینِ نعت نے کتنا بڑھایا — زمیں اب آسماں ہی اور ہم ہیں

نبی کے نام پر قربان ہوکر — حیاتِ جاوداں ہی اور ہم ہیں

کرم سے اُنکے مدّاحوں کی دنیا — ضمیرِ کن فکاں ہی اور ہم ہیں

بلاؤں سے یہ کہہ دینا ہلالیؔ

وہ رحمت پاسباں ہی اور ہم ہیں

سلام بدرگاہِ خیرالانام

سرورِ دو جہاں، فخرِ کون و مکاں
خاتم الانبیا، تم پہ لاکھوں سلام
حامیِ بیکساں خسروِ انس و جاں
اے حبیبِ خدا تم پہ لاکھوں سلام

تاجدارِ رُسُل، باعثِ جز و کل
اے شفیعِ امم، دافعِ رنج و غم
سید المرسلیں، شافعِ مذنبیں
نورِ ربِ العلا، تم پہ لاکھوں سلام

عرش و لوح و قلم لا کلام آپ کے
بزمِ عالم میں سب خاص و عام آپ کے
سخت مشکل میں ہیں ہم غلام آپ کے
ناصرِ دو سرا تم پہ لاکھوں سلام

بختِ بیدار از فیضِ نسبت ملا
عاصیوں کو لقب خیرِ امت ملا
جو ملا وہ تمہاری بدولت ملا
قاسمِ ہر عطا تم پہ لاکھوں سلام

سارے عالم پہ لطفِ عمیم آپ کا
سارا قرآن خلقِ عظیم آپ کا
خاص رب آپ، ربِ کریم آپ کا
یا شفیع الوریٰ تم پہ لاکھوں سلام

ابتدا آپ کی، اختتام آپ کا
قابَ قوسین تک اختتام آپ کا
لی مع اللہ وقتٌ[1] مقام آپ کا
شمعِ وحدت نما تم پہ لاکھوں سلام

---

[1] اشارہ جانب حدیث پاک

لَیسَ مِن مِثلِکَ فی الحُسنِ فی خَلقِ — درجہاں شاہ شاہانِ خوباں توئی
توری سگری دنیا جگ میں موہنی — مظہرِ کبریا تم پہ لاکھوں سلام
قَد حَیاتٌ لِتَشمِ یفکرُ دائماً — بحرِ تو ہست ہر علم سرّ و علن
سارے سنسار کا تو یہ واری ہے من — روحِ تم پر فدا تم پہ لاکھوں سلام
اک خزاعہ ہی کیا خلق کے دادرس — ہر فریقِ زمانہ کے فریادرس
عبدِ عاصی ھلالی کے امدادرس — سب کے حاجت روا تم پہ لاکھوں سلام

مدحتِ سرکارِ پُرنور

شہ کی صبحِ ولادت ہی کیا نور ہے — یہ سحر ہے کہ نورٌ علیٰ نور ہے
سر بسر پیکرِ مصطفیٰ نور ہے — میرا آقا زِ سر تا بہ پا نور ہے
پہلے پیدا ہوا نورِ ختم الرسل — ابتدا نور ہے۔ انتہا نور ہے

؎ ایک قوم تھی جس کے مدِ مقابل بنو بکر تھے۔ خزاعہ نے مکہ میں فریاد کی جو حضور نے مدینہ میں سُنی اور لبیک فرمایا۔

مصطفیٰ[1] نور، رب[2] نور، قرآں[3] نور — واہ کیا حُسن، کیا شان، کیا نور ہے
بدرِ کامل ہیں، انجم ہیں، خورشید ہیں — آپ کا، آپ کا، آپ کا نور ہے
ہے زمیں پر جہاں مرقدِ شاہِ دیں — آسماں سے وہاں پر سوا نور ہے
رب نہیں، مظہرِ ذاتِ رب ہیں حضور — آپ کا نور اللہ کا نور ہے
جو مدینے سے بہتا ہے دریائے نور — اُس کی نہروں کا ہر سلسلہ نور ہے
گوشہ گوشہ ہے روشن بہ فیضِ نبیؐ — ذرّہ ذرّہ میں سرکارؐ کا نور ہے
چاند طیبہ میں، اور چاندنی دہر میں — سارے عالم میں اک شمع کا نور ہے
شرق سے غرب تک، فرش سے عرش تک — اُن کے صدقے میں بے انتہا نور ہے
بے مثالی کو سایہ نہیں آپ کا — یوں سمجھئے کہ وحدت نما نور ہے

---

[1] اشارہ جانب قرآن پاک ۔ سورۂ مائدہ کے تیسرے رکوع کا وسط (پارہ ۶)

[2] ” ” ” سورۂ نور کے رکوع ۵ کی پہلی آیۃ (پارہ ۱۸)

[3] ” ” ” سورۂ اعراف کے رکوع ۱۹ کی آخری آیۃ (پارہ ۹ کے رکوع ۹ کی آخری آیۃ) و نیز سورۂ شوریٰ (آخر) پارہ ۲۵۔

وہ مدینے سے رحمت کے بادل اُٹھے
بارشِ نور سے جا بجا نور ہے

جگمگائے دل، اور لہلہائے چمن
ان کے صدقے عجب جاں فزا نور ہے

رب ہی نور[۱] السمٰوات والارض، تو
درجِ قرآن لقب آپ[۲] کا نور ہے

شانِ محبوبیت روشنیٔ جہاں
بہرِ عالم حبیبِ خدا نور ہے

شاہ شمس، الضحیٰ سے مثالِ نجوم
اولیا ہیں بکسبِ ضیا نور ہے

نور والے تجھے کیا کمی نور کی
مجھ سیہ بخت کا آسرا نور ہے

عرشِ نوری کے کرسی نشیں کیلئے
فرش پر فقر کا بوریا نور ہے

جتنے نوری ہیں اُس در کے درباں ہیں
خادمِ درگہِ مصطفیٰ نور ہے

اُس سے دامن ہلالی کا بھر دیجئے
جس قدر بہرِ مدحت مِرا نور ہے

---

[۱] اشارہ جانب قرآن پاک سورۂ نور کے رکوع ۵ کی آیۃ اول (پارہ ۱۸)
[۲] " " " سورہ مائدہ کے تیسرے رکوع کا وسط (پارہ ۶)

نعتِ حضورؐ

نگاہِ حضرتِ خیر البشر جدھر ہو گی
قسم خدا کی اُدھر جنّتِ بشر ہو گی

جو ٹھیرے مخبرِ صادق حبیبِ خاصِ خبیر
تو اُن سے بڑھ کے کسے غیب کی خبر ہو گی

ہے اسمِ پاک کے معنی کہ اُن کی حمد ہوئی
اب اس سے بڑھ کے کہاں مدح مختصر ہو گی

میانِ منبر و مرقد[1] بسر کریں گے ہم
خدا نے چاہا تو جنّت میں یوں بسر ہو گی

درِ حضور پہ جس وقت میرا سر ہو گا
تو زیست ہو گی کہ قربان میرے سر ہو گی

نہ بحر و بر میں کہیں ہو گی اس سے بہتر بزم
جو بزمِ ذکرِ شہنشاہِ بحر و بر ہو گی

نہ غم ہو مرے کوئی امرِ سقر گو غسلِ میت میں
کہ گردِ راہِ مدینہ نہ ہو، مگر ہو گی!

ہلاکی کیوں کہوں بد قسمتی مسلماں کی
ہے شامِ عارضی اب مستقل سحر ہو گی

—•○•—

[1] اشارہ جانب حدیث پاک۔

کیفِ مدحت

میخانۂ مدحت پہ گھٹا چھائی سحر سے | اب رندوں کی قسمت پہ ہی برسے کہ زر سے
شرحِ کرمِ بابِ نبیؐ کیا ہو بشر سے | جو کچھ بھی ملا ہے وہ ملا ہے اسی در سے
کیا ہوتا ہے پائے شہِ والا کے اثر سے | پوچھے کوئی یہ معجزہ پتھر کے جگر سے
وہ اشکِ عقیدت جو گریں دیدۂ تر سے | دیکھا ہے کہ بھر دیتے ہیں دامن کو گہر سے
ہوتا ہے کبھی نامۂ عصیاں نظر انداز | سرکارِ خطا پوش کے اندازِ نظر سے
کیا ہو گی بلندیٔ نظر اس سے زیادہ | اللہ کو دیکھ آئے حضور اپنی نظر سے
ہر ایک کو تسلیم ہے قرآں کی شہادت | تاریخ کو انکار نہیں شقِ قمر سے
دلمیں ہے خیالِ شہِ دیں، خوب ہے نسبت | اللہ کے محبوب کو اللہ کے گھر سے
وہ عید ہے جب قبر میں دیدارِ نبیؐ ہو | یہ زیست ہے اک موت حجاباتِ نظر سے
آتا وہ کبھی تیغِ حوادث مرے سر پر | مولا مرے پانی ہوا اونچا مرے سر سے
امت کے گنہگار علیناؔ[1] ہیں سرِ عرش | دنیا کے ہوا باز رہیں دور قمر سے

---

[1] اشارہ جانب التحیات۔ (السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین) و نیز جانب حدیث پاک جس میں طالحین (بروں) کو اپنے واسطے فرمایا گیا ہے۔

اللہ کے پیاروں کے جو نزدیک نہ آئیں بس ان کی دعا دو ہی رہتی ہے اثر سے
حالیؔ کی ہے فکر و سخن ، ہیں نے ھلالی
میراث میں پائی ہے زلالی کی نظر سے

شبِ معراج

معراج کی شب ہے خالق نے کونین کو آج سجایا ہے
اللہ تعالیٰ نے اُن کو عرشِ اعظم پہ بلایا ہے
رحمت کی گھٹائیں اُٹھی ہیں، برکات کا بادل چھایا ہے
جبریل نے ربِّ اکبر کا اُن کو پیغام سنایا ہے
سرکار نرالی سج دھج سے اللہ سے ملنے جاتے ہیں
افلاک بریں ہیں زیر قدم، اور سر پر نور کا سایا ہے
افلاک کی سیر کرانے کو، آیات کا راز بتانے کو
بے پردہ جمال دکھانے کو اللہ نے ان کو بلایا ہے

جس وقت ھلالی آقا نور رحمت کے تحفے آئے ہیں
ان کے قربان کہ علینا میں ہم کو شامل فرمایا ہے

تو کچھ نہیں

عشق شہ جمال نہیں ہے تو کچھ نہیں
اس حسن کا خیال نہیں ہے تو کچھ نہیں

مرضی مصطفی میں ہے مرضی ذوالجلال
مرضی ذوالجلال نہیں ہے تو کچھ نہیں

پاس اپنے اور کچھ نہیں جز نسبت حضور
یہ بھی شریک حال نہیں ہے تو کچھ نہیں

دل کی شفا کیواسطے ہے ثمرہ فیض عشق
فیض دل بلال نہیں ہے تو کچھ نہیں

ایمان کا کمال اطاعت نبی کی ہے
ایمان کا کمال نہیں ہے تو کچھ نہیں

قولا ھلالی ہیں تو خدا و نبی شناس
قال آشنائے حال نہیں ہے تو کچھ نہیں

مبارکبادِ ماہِ میلاد

(تضمینِ اشعارِ حضرتِ ذاکر)

ظہورِ جلوۂ شمس الضحیٰ مبارک ہو
طلوعِ صبحِ کمالِ ضیا مبارک ہو
ورودِ رحمتِ ربِّ علا مبارک ہو
ہلالِ ماہِ شفیعِ الوریٰ مبارک ہو
یہ چاند دیکھ سنو تم کو نیا مبارک ہو

وہ جسکی ہم پہ تمنا ہے وہیں فرض ہی تکریم
قدوم شاہ کی کرتا ہے عزت و تعظیم
دو چند اے دلِ مدہوش کر ادا تکریم
کسی کے آنے کی سنکر خبر پئے تسلیم
ادب سے خانۂ کعبہ جھکا، مبارک ہو

ہیں جتنے بزمِ جہاں میں نشاط کے ساماں
ہیں سب فدائے عیدِ ولادتِ سلطاں
فنائے عشق ہی لطفِ بقائے عیش نشاں
ہزاروں عیدیں ہیں اس ایک عید پر قرباں
یہ روزِ عید مسرت فزا مبارک ہو

سنا تھا ہوتے ہیں دنیا میں نعت کے جلسے
جہاں میں آئینگے یہ جبین تھے جہاں والے
قریبِ عرش بریں، صدر راستہ پہ کھڑے
ندا یہ دیتے ہیں جبریل مومنوں کیلئے
کہ ہو گیا درِ فردوس وا، مبارک ہو

ہلالی کیا کہوں میں شانِ بزمِ محفل　　ملک تھے شمع بکف گردِ منبرِ محفل
خود اہلِ بزم نے دیکھا یہ منظرِ محفل　　ثنائی تو نے جو ذاکر غزل سرِ محفل
فرشتے کہنے لگے مرحبا مبارک ہو

تضمین اشعار علّامہ اقبال

کلامِ نعت ملیک الکلام ہے تیرا　　قیام و قعدہ دیں سے قیام ہے تیرا
سمندِ شوق بہت تیز گام ہے تیرا　　ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

تمیز ہی سہل بشر کیلئے نظر ہی محال　　ہے فسخِ عزم کا خود معرفت پہ استدلال
ہلالی آدمِ کامل کا دیکھئے یہ زوال　　مقامِ عقل سے آساں گذر گیا اقبال
مقامِ عشق میں کھویا گیا وہ فرزانہ

سلہ اشارہ بجانب قول حضرت مولا علیؓ ترجمہ۔ میں نے اپنے رب کو پختہ ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔

ہو کسی کا اُمتی تو یہ سمجھ تدبیر سے پہلے
یہی تدبیر ہی تو قبر کی توقیر سے پہ

دعا پر تو اثر قائم تو کر تاثیر سے پہلے
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہ

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

تضمین غزل نعتیہ جناب احمد حسن وحشت مرحوم

بادشاہوں کے لئے ہے تاجِ منوّر سر پر
اُمرا اپنا رکھیں طرۂ گوہر سر پر

نہیں درکار کلاہِ مہ و اختر سر پر
پھینک دوں ہو جو مرے تاجِ سکندر سر

لاؤں نقشِ قدمِ پاک اُٹھا کر سر پر

کرۂ ارض پہ انسان جدھر جاتا ہے
اک شہادت ہی جو تا حدِ نظر پاتا ہ

آسماں ہے کہ زمیں بوس ہوا جاتا ہے
ہے بجا عرشِ معلی کو جو رشک آتا ہ

کہ اٹھائے ہے زمیں روضۂ انور سر پر

سامنے ہمسرِ بے مثل کو لاتا کیسے
عکس اپنا جسدِ نور دکھاتا کیس

پرتوِ نور نگاہوں میں سماتا کیسے
سایۂ قامتِ بالا نظر آتا کیس

کہ رہا امتِ عاصی کے برابر سر پر

بخشش امتِ عاصی کی دعا فرما کر — ہمکو دوزخ سے نجات ابدی دلوا کر
کیسے خوش ہونگے وہ جنت میں ہمیں لیجا کر — مغفرت حشر کے دن پانوں پڑے گی آ کر
رکھیں گے تاج شفاعت جو پیمبر سر پر

ان کا مداح عجب جاہ و حشم رکھتا ہے — شان بھی غیرتِ شانِ کے و جم رکھتا ہے
جو سلاطیں نے نہ رکھا وہ بھرم رکھتا ہے — نعت پڑھنے کو جو مداح قدم رکھتا ہے
آ کے لیتے ہیں ملک پایۂ منبر سر پر

اللہ اللہ وہ قیامت کی قیامت تکلیف — ہر تصور میں بھی جو قابل عبرت تکلیف
کیا علی کو باندازۂ رحمت تکلیف — دھوپ کی حشر کے دن ہوگی جو وحشت تکلیف
ظلِ دامانِ نبی ہوگا مظفر سر پر

منقبت مولا علی (کرم اللہ وجہہ)

کتنے رفعت مآب ہیں مولا — سید و بوتراب ہیں مولا
جس کے مولا ہیں سرورِ کونین — بیشک اُسکے جناب ہیں مولا

لہ۔ اشارہ بجانب حدیث پاک

اوجِ بردوشِ صاحبِ معراج — کتنے عالی جناب ہیں مولا
آیۂ نورِ یقیں، امامِ مبیں — کتنے با آب و تاب ہیں مولا
شیرِ یزداں ہیں شاہِ مرداں ہیں — ذی شرف بے حساب ہیں مولا
مصطفیٰ ہیں اگر مدینۂ علم[51] — تو مدینے کا باب ہیں مولا
رُکّعاً سُجّداً[52] ہیں پیشِ خدا — ہر جگہ باریاب ہیں مولا
ہیں وہ قرآنِ ناطق و منطوق — روئے اُمّ الکتاب ہیں مولا
مثلِ ہارون ہیں اخوت میں — ربط میں لاجواب ہیں مولا
خاص منسوبِ مصطفیٰ و خدا — حاصلِ انتساب ہیں مولا
بہرِ مشکل کشائی مخلوق — ہر طرح کامیاب ہیں مولا
شرطِ ایماں کی ہے ولا انکی — عینِ ایماں جناب ہیں مولا
ناصرِ دیں و فاتحِ خیبر — فتح و نصرت مآب ہیں مولا
زوجِ عالی نورِ عینِ رسول — واہ کیا انتخاب ہیں مولا
شبِ ہجرت نبی کے بستر پر — نگراں وقتِ خواب ہیں مولا
سبقت اور اولیت میں — رہبرِ راہِ صواب ہیں مولا

---

[51] - اشارہ جانب حدیث پاک۔
[52] - اشارہ جانب قرآن پاک۔ سورۂ فتح کا رکوع آخر (پارہ - ۲۶)

پنجتن میں بھی، چار یار میں بھی — مشتمل ہر حساب ہیں مولا
کرّم اللہ وجہہٗ بالغیب — ذوالکرم بالخطاب ہیں مولا
ہر جگہ عرش ہے مقام ان کا — نام کو بوتراب ہیں مولا
شانِ بے مثلِ لحمکَ لحمی[۱] — یوں بھی تو لاجواب ہیں مولا
داخلِ اہلبیتِ پاکِ رسولؐ — کیا نہ کچھ باریاب ہیں مولا
جملہ اقطاب کے سلاسل کو — سببِ شیخ و شاب ہیں مولا
بوالحسن[۲]، ذی شرف ولیِ حق — حسنِ درِّ خوش آب ہیں مولا
اک عبادت ہے دیدِ روئے منیر — فخرِ صد ماہتاب ہیں مولا
کیسے جوہرِ ولایت و جرأت — دیکھ، اے آفتاب، ہیں مولا
بعض اصحاب کی مثال نجوم — اُن میں بس ماہتاب ہیں مولا
ارضِ پاکیزہ پر ہوئے پیدا — کیا طہارت مآب ہیں مولا
صاحبِ ذوالفقار، امامِ زماں — رحمتوں کا سحاب ہیں مولا
چیر کر پھینکتے ہیں اژدر کے — ہمہ تن کامیاب ہیں مولا
موجِ طوفاں کا ڈر ہلا لی گیا — جب سفینہ پہ آب ہیں مولا

۱۔ حدیث پاک۔ ۲۔ کنیت ہے۔

عشرۂ محرم

کربلا میں ہے عجب منظرِ صبحِ عاشور
اک طرف نار ہی نار، ایک طرف نور ہی نور

طبل و قرنا و جلاجل سے اُدھر شورشِ عام
اِس طرف نامِ خدا، مصحفِ ناطق کا کلام

اُس طرف ناز سے تنتے ہیں جوانانِ شام
اِس طرف صبح کے دامن میں نمازوں کا قیام

سامنے اُنکے ارادے دلِ بدخواہ کے ہیں
اِنکے جو پیچھے ہیں وہ سامنے اللہ کے ہیں

اُس طرف تھیلیوں میں سیم کے، زر کے توڑے
اِس طرف خاص پیمبر کے جگر کے ٹکڑے

اُس طرف والوں کے سر پر کسی گمراہ کا ہاتھ
اِس طرف والوں کے ہاتھوں پہ یداللہ کا ہاتھ

اُس طرف جنگ میں بھی فطرتِ روباہی ہے
اِس طرف شیر ہیں شانِ اسداللّٰہی ہے

اُس طرف والوں کے رہبر خطوات الشیطان[1]
خوف میں جوع میں نقصان میں ہے صبر کی شان[2]

قوم سرکش ہے اُدھر صورتِ فحشا[3] و منکر
اِس طرف عدل[4] کا احسان کا نمایاں منظر

سنہ۱۔ اشارہ قرآن پاک صریحی ممانعت ہے (پارہ ۸ کے رکوع ۴ کا وسط
ترجمہ۔ شیطان کے قدموں پر مت چلو وہ تمہارے لئے کھلا ہوا دشمن ہے
یہ حکم کئی جگہ ہے مثلاً پارہ ۲ میں۔

سنہ۲۔ اشارہ جانب قرآن پاک (پارہ ۲ کے رکوع ۳ کی آیۃ ۳)

سنہ۳ و سنہ۴۔ " " (پارہ ۱۴ کے رکوع ۱۹ سورۂ نحل کے رکوع ۱۳ کا شروع)

اُنکی وہ شکلیں کہ اپنوں کو بھی خود عار آئے
اِنکی یہ باتیں کہ اللہ کو بھی پیار آئے

بات بنجی ہو تو کیا خاک اُدھر ہاتھ آئے
اِسطرف عمر بھی گئی ادب تو ظفر ہاتھ آئے

اُدھر اندیشہ کہ بدنام کا بھی نام رہے
اِسطرف صرف یہی فکر کہ اسلام رہے

اُنکا ذکر آئے تو عالم نہ وبالا ہوجائے
اِنکا نام آئے تو دنیا میں اُجالا ہوجائے

اُنکی تاریخ کا جانکاہ ورق ملتا ہے
اِنکی تعلیم سے دنیا کو سبق ملتا ہے

اُنکے آقا کا نہ وہ تخت نہ وہ تاج ہی آج
پانچ وقت[۵۱] اِنکے غلاموں کو بھی معراج ہی آج

وہ کہ سر دیر روے نفس رہے خم جن کے
یہ کہ خود عرش پہ لہراتے ہیں پرچم جن کے

ظلم اک سمت ہو اُن سبکے دغا ایکطرف
خوف[۵۲] اک سمت ہو اِن سبکے، رجا ایکطرف

صبحِ عاشورِ محرم کی عجب دید ہے آج
غم ہے باطل کو کہ حق کی سحرِ عید ہے آج

وصفت اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے
بعد صابقوں[۵۳] کے ذکرِ شہدا آیا ہے

۵۱۔ حدیث پاک میں نماز کو معراجِ مومنین فرمایا ہے۔

۵۲۔ اشارہ جانب حدیث پاک (ترجمہ) ایمان خوف و رجا کے درمیان ہے

۵۳۔ اشارہ جانب قرآن پاک۔ پارہ ۱۵ کا رکوع ۱۴ آخری آیت)

حق ہے[1] خود جنکی زباں پر وہ مدد لیتے ہیں
حق شناس ان سے غلامی کی سند لیتے ہیں

چشمۂ آب اشارہ پہ ابھر آئے ابھی
دیکھیں اوپر کو تو کوثر بھی اتر آئے ابھی

شاہیوں کا ابھی چاہیں تو سویرا ہو جائے
منہ چھپا لیں تو زمانے میں اندھیرا ہو جائے

خلد و فردوس کے سردار ہیں نام انکا ہے
بو ترابی ہیں، مگر عرش مقام انکا ہے

کربلا ہیں سبق آموز ہے فاقہ انکا
عرش جاگیر ہے، جنت ہے علاقہ انکا

کہیں غیروں[2] کے مقابل، کہیں تطہیر[3] انکی
یہ چھپے پر چھپے قرآن سے تفسیر انکی

ہیں بڑے مرتبہ والے بخدا آل رسول
دو ہیں[4] تو چیزیں ہیں قرآن ہے یا آل رسول

خاتمِ عزتِ امت کا نگینہ یہ ہیں
پار بیڑا ہے ھل اتی کہ سفینہ یہ ہیں

---

۱ ۔ یعنی حضرت عمر فاروق (اشارہ جانب حدیث پاک ۔ دوسرے مصرع میں واقعہ تاریخی)

۲ ۔ اشارہ جانب قرآن پاک (سورۂ آل عمران کے رکوع ۶ کا آخر پارہ ۳)

۳ ۔ " " (پارہ ۲۲ کے پہلے رکوع کا آخر)

۴ ۔ " حدیث پاک، جس میں دو بھاری چیزیں یعنی کتاب اللہ اور عترتِ پاک کا چھوڑنا فرمایا گیا ہے۔

سلام بدرگاہِ امامِ انام

۱ خوف و جوع و نقصِ مال و نقصِ جانِ اہلبیت ہے یہ سامان کمالِ امتحانِ اہلبیت

ہو بیاں ہم سے کہاں تک عز و شانِ اہلبیت مختصر یہ ہے کہ ہے یہ خاندانِ اہلبیت

اُنکی مظلومانہ قربانی ہماری آبرو ایسی قربانی کے قرباں دوستانِ اہلبیت

ہاں یزیدی دور عہدِ ماضیہ تھا چند روز تھا بھی، ہے بھی، اور رہیگا بھی زمانِ اہلبیت

حضرتِ فاروقِ اعظمؓ اور غلامی کی سند! ہاں یہ اہلِ بیت ہیں، وہ رتبہ دانِ اہلبیت

روز و شب میں پانچ معراجیں ہیں مومن کیلئے اور ہر اک کی منزلِ آخر بیانِ اہلبیت

اے ھلالی یہ فضائے حال کا طوفاں ہی کیا
جب ۲ سفینہ اپنا ٹھہرا خاندانِ اہلبیت

۱۔ اشارہ جانب قرآن۔ (پارہ ۲ کا رکوع ۳) ۲ اشارہ جانب حدیث پاک ہے

سلام دیگر

تم پہ سو بار یا امام سلام — اے شہنشاہ تشنہ کام سلام

آپ پیہم کرم کریں مجھ پر — اور میں پیہم کہوں سلام سلام

یاد سے اُن کی اور مرے دل سے — یونہیں قائم رہیں پیام سلام

لا عقیدت کی مے پلا ساقی — پی کے لکھوں گا ایک جام، سلام

اے حسینؑ، اے مظاہر الحسنات — تم پہ با حسنِ احترام سلام

جگرِ فاطمہ و جانِ علیؑ — نورِ چشمِ شہِ انام سلام

شاہِ شاہان و سید السادات — ذی شرف، مرتبت مقام سلام

آپ کو کیا کمی سلاموں کی — خاص ربّ آپ، ربّ کا نام سلام

راکبِ دوشِ صاحبِ معراج — عرش منزل، افلاک مقام سلام

اللہ اللہ آپ کی عظمت — آپ ہیں اعظم العظام سلام

خاص اللہ کا سلام اُن پر — اُنکے صدقے میں ہیں یہ عام سلام

روز و شب سیدالامم پہ درود — آلِ اطہر پہ صبح و شام سلام
خشک لب اور انپہ ذکرِ خدا — ایسے ہونٹوں پہ لاکلام سلام

اُس قدم پر جو ہر مصیبت میں — راہِ حق میں کرے قیام سلام
ایسے ہاتھوں پہ جن پہ رکھی ہو — نعشِ فرزندِ تشنہ کام سلام
اُنپہ، ہی جن کے کارناموں کی — ساری خلقت میں دھوم دھام سلام
اُنپہ، ہر وقت جن کے در پہ رہے — ساری خلقت کا ازدحام سلام
اُنپہ، جن کی مصیبتوں کے ساتھ — فتحِ حق کا ہے التزام سلام
اُنپہ، محشر میں جن کی ماں کیلئے — خاص پردے کا اہتمام سلام
خاص ریحانِ گلشنِ دنیا — فرحت و راحتِ مشام سلام
بخششِ معبود ابتدا تسبیح — اور معراجِ اختتام سلام
اُن کے منگتا کو حورِ مقصورات — اُن کے سائل کو فی الخیام سلام

سلہ دسلہ ۱۰ اشارات جانب قرآن پاک (سورۂ رحمٰن کے آخری رکوع
کا آخر، پارہ ۲۷)

اُن کے جلووں سے خاص ہے شبِ قدر — کل اُمم ہیں اُن سے عام سلام
صبغۃ اللہ شرحِ ذبحِ عظیم — اُنکے اوصاف پر مدام سلام
ہیں ھُمُ الْمُہْتَدُوْن اُنکے رفیق — اُنکے پیرو ہیں شادکام، سلام

کیجیے مولا کرم جمالی پر
عرض کرتا ہے یہ غلام سلام

منقبت سرکارِ غوثیت مآب

انبوہِ غم سے دلِ ناشاد کی شیئاً للہ — خبر شاہا تری اولاد کی شیئاً للہ
کسی مجبور کی، بیکس کی جو لے ہوتی ہے — وہی لے ہے مری فریاد کی شیئاً للہ
حکمِ خالق سے ابھی کام بنے جاتے ہیں — دیر ہے آپ کے ارشاد کی شیئاً للہ
جبرِ تقدیر کے ہر عالمِ نیرنگی ہیں — دھاک ہے آپکی امداد کی شیئاً للہ

---

۵۱ - اشارہ جانب قرآن پاک۔ سورۂ قدر - پارہ ۳۰ -
۵۲ " " پارہ ۲ کے رکوع ۳ کی آیت کا آخر۔

منشی علامہ حسرت ہوشیاری کو عطا دل سے قربت دربغداد کی نشئہ اللہ

مناقب غریب نواز

زباں پہ ہے مری شام و سحر غریب نواز	وظیفہ ورد ہے آٹھوں پہر غریب نواز
سنائے جا تجھے دردِ جہاں سنائے جا	اور آگیا مرے لب تک اگر غریب نواز
مناقب انکے کہاں تک کوئی غریب لکھے	ہو جن کی منقبت مختصر غریب نواز
جو آپ چاہیں تو اللہ بخشدے فوراً	شفا دوا میں، دعا میں اثر غریب نواز
خدائے پاک کے پیغامبر رسولِ خدا	رسولِ پاک کے پیغامبر غریب نواز
بلا، بلا، ہے بڑا تیرہ میکدہ ساقی	لٹا، لٹا، ہے بھرا تیرا گھر غریب نواز
بتائیے مجھے، میں فرشِ راہ بن جاؤں	کدھر سے آپ کا ہوگا گذر غریب نواز
غریب پرور و فریاد رس ہے ذاتِ حضور	غریب آپ کا جائے کدھر غریب نواز
تمہارے عرس میں پھیلا دو شامیانۂ نور	کہ جگمگا اٹھے دیوار و در غریب نواز
کرم کی خیر، فقیروں کی جھولیوں میں آج	کرم کے نام پہ بھر دو سے گھر غریب نواز

نبوت[1] انکے سر محترم پہ سایہ فگن ۔۔۔ کہ تابعِ شہِ خیر البشر غریب نواز

صداقت انکے یدِ پاک کی ممد و معین ۔۔۔ کہ منبعِ صدق و صفا جلوہ گر غریب نواز

شہادت انکی ولایت کی شاہد یکتا ۔۔۔ جہادِ نفس سے یوں مقتدر غریب نواز

نہ کس طرح وہ سر خیلِ صالحین بنیں ۔۔۔ کہ اوجِ خاص پہ ہیں سر بسر غریب نواز

ھلالی آج ہے پھر بارگاہ میں حاضر
پھر ایک صدقۂ مہرِ دگر غریب نواز

---

[1] ۔ شعر ہذا و نیچے کے تین اشعار میں اشارہ ہے جانب قرآن پاک (پارہ ۵ کے رکوع ۶ کی آخری سے پہلی آیۃ) مطیعانِ خدا و رسول ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ پاک نے انعام فرمایا۔ جو نبیوں اور صدیقوں اور شہدا اور صالحین میں سے ہیں۔

سراپائے حضور

ہے ثنائے سرِ سرور میں قلم سر بسجود سر بسر ہی متمنّی ہے رہِ فضلِ معبود
ہمت افزا ہی جو ہو سکے سرِ وصفِ محمود حمد کے بعد وہ سرکار پہ پڑھتا ہے درود

سر بلندی کا سماں پیشِ نظر ہوتا ہے
سر کی توصیف کا یوں معرکہ سر ہوتا ہے

کس طرح اُس سرِ شاہِ دوسرا کی ہو صفت جس سے ہو تاجِ شہنشاہیِ کُل کی زینت
ہو بیاں کیسے سرِ پاک کی شانِ رفعت عقل و ادراک کی بھی پست ہے ساری ہمت

سارے سرداروں میں اس سر کو یہ ممتازی ہے
کہ اسی سر کے لئے ساری سرافرازی ہے

ربِ کونین ہیں اونچا جو رہا یہ سر ہے سب سے افضل ہے جو خالق کے سوا یہ سر ہے
دھیانِ اُمت کا جو رکھتا ہے سدا یہ سر ہے سہرا معراج کا ہے جس پہ بندھا یہ سر ہے

لطفِ دیدار ہی خود ذوقِ نظر صدقے ہے
حُسن خود ہی سرِ بے مثل کے سر صدقے ہے

وصفِ چشمانِ شہنشاہِ ہدیٰ پیشِ نظر ہے نگاہوں کا تجسس کہ ہو مضموں بہتر

نعت کے کس نظریئے کو کہوں بالاتر ورنہ انداز تو ہیں میری نظر میں اکثر

ذہن کی ساری بہاروں کو لئے بیٹھا ہوں

ان شرابوں کو میں آنکھوں میں لئے بیٹھا ہوں

وصفِ چشمانِ شہِ پاک کروں کیا بہ رقم ہیں یہ امت کے گنہگاروں کی خاطر پُرنم

ان سے جاری ہیں عنایات کے چشمے پیہم چشمِ الطاف لکھوں یا میں لکھوں چشمِ کرم

دونوں کو عرشِ نبوت کے ستارے کہیئے

دین و دنیا میں یہ امت کے سہارے کہیئے

دو دریچے انہیں فردوس کے لکھوں کیسے خلد و فردوس یہ سب خلق ہوئے انکے لئے

لوح و افلاک و قلم سب ہیں یہ صدقے انکے کوئی نسبت نہیں ان آنکھوں کو ماہ و خور سے

ہر ذرہ پہ جو ہو نور کی گشتی کر دیں

ناریوں کو بھی نظر بھر میں بہشتی کر دیں

واہ کیا چیز ہیں یہ ابروے شاہِ ذیجاہ
شکل ہو کعبہ کی محرابوں کی سبحان اللہ

کعبہ کیوں انکو کہے دل ہو حقیقت آگاہ
قبلہ تعظیم کیا کرتا ہو خود شام و پگاہ

وصفِ ابرو کی یہ تدبیر نظر آئی ہے
قابَ قوسین کی تفسیر نظر آئی ہے

صفتِ زلف کے مضمون کی ہوئی مجھکو تلاش
مشک کہنے سے طبیعت نہیں ہوتی بشاش

رات بھر سوچا کوئی شکل نکلتی اے کاش
خوب مضمون ملا طبعِ معلّیٰ خوش باش

شبِ معراج کی یہ کیف فضا چھائی ہو
یا کہ یوں کہیے کہ رحمت کی گھٹا چھائی ہو

ساری دنیا کے اگر پھول کیے جائیں بہم
زلفِ سرکار سے خوشبو میں نہیں پھر بھی کم

یہ عجب چیز ہو فرمانِ الٰہی کی قسم
ہو انہیں گیسوؤں والے سے بہارِ عالم

شب ہیں گیسو کی صفت جانِ بہاراں لکھی
صبح ہونے ہی ثنائے رخِ تاباں لکھی

رخِ پر نور کو کیا ہی مہِ کامل سے مثال
بعد تکمیل کے ہوتا ہی قمر رو بہ زوال

ماسوا اسکے، ہی یہ عیب بھی خود اسکا کمال
مہر کہتا ہوں تو آجاتا ہی مفہوم جلال

مختصر یہ ہی کہ اس رخ میں وہ زیبائی ہی
خالقِ حسنِ جہاں کو جو پسند آئی ہی

وصف لکھنا ہی ابھی اور رخِ حضرت کا
سرخرو ہوں کہ ادا فرض کیا مدحت کا

عزم جس نے کیا قرآن کی تلاوت کا
تب پتہ پایا ہی اللہ کی اس صنعت کا

ساری مخلوق کو ظلمات نے گھیرا ہوتا
یہ نہ ہوتے تو زمانے میں اندھیرا ہوتا

دہنِ پاک کی توصیف کرو اور میرا منہ
صاف ظاہر ہی بڑی بات ہی اور چھوٹا منہ

دھو رہا آبِ گلِ دہنِ نکہت سے ہوں، گویا منہ
مجھکو ہی حشر میں ممدوح کو دکھلانا منہ

جو ملے دولتِ ثنا سارے بر آئیں میرے
پھول جھڑتے ہوئے منہ سے نظر آئیں میرے

مدح گو کی بڑی اوقات ہوا کرتی ہے اسکی ہر بات میں سوغات ہوا کرتی ہے
بات خود رہ بہ کرامات ہوا کرتی ہے بات والوں کی بڑی بات ہوا کرتی ہے

مجھکو اس نظم پہ بے وجہ مباہات نہیں
منہ سے بے بول نہ اُٹھے تو مری بات نہیں

دشمنوں کو بھی دعا اس دہنِ پاک سے ہے سچ یہ ہے اپنی بقا اس دہنِ پاک سے ہے
ہر قدر اور قضا اس دہن پاک سے ہے خلق میں حکمِ خدا اس دہنِ پاک سے ہے

شکر اُن کا کرے امت کا کب ایسا منہ ہے
بن گئی بات کہ اللہ کو اُن کا منہ ہے

اس کو سرچشمۂ احکام شریعت کہیے دلِ محزوں کیلئے غنچۂ حسرت کہیے
مخزنِ جود و عطا، معدنِ راحت کہیے منبعِ رحمت و الطاف و عنایت کہیے

دل یہ کہتا ہے کہ مضمون کوئی یکتا لکھوں
جس میں ہر وصف ہو اس منہ کی صفت کیا لکھوں

منہ پہ اب وصفِ بزرگیِ سادات آیا — کیفِ توصیف طبیعت میں خرابات آیا
لیکے یہ دستِ عطا سب درِ حاجات آیا — خوب مضمون ترے طبعِ رسا ہات آیا

دسترس بار کبھی ہر اک کی خزانے ان سے
خلق لیجاتی ہے دولت کے خزانے ان سے

دستگیری کو جدھر چاہا ادھر آتے ہیں — انکی امداد سے سب حوصلے بر آتے ہیں
لیکے خود دیتے گدا لعل و گہر آتے ہیں — ہر جگہ ہم پہ یتیموں کے نظر آتے ہیں

ان سے نسبت ہو تو پتھر میں بھی گویائی ہے
ختم ان ہاتھوں پہ اعجازِ مسیحائی ہے

دستِ بستہ سرِ محشر جو خدائی ہوگی — ہمکو خود انکی مدد ڈھونڈنے آئی ہوگی
انھیں ہاتھوں سے ہر اک عقدہ کشائی ہوگی — ہاتھوں ہاتھ انکی حضوری میں رسائی ہوگی

فضل اللہ کا یوں ساتھ رہے گا اپنے
یعنی میدان وہاں ہاتھ رہے گا اپنے

دلمیں ہے سینۂ پر نور کے لکھوں اوصاف — صاف کہتا ہوں ہر اک بات کہ ہوں سینہ صاف
دل لرزتا ہے کہ کہہ جاؤں ادب کے نہ خلاف — جوش ہے شوق ہے یارب مری تقصیر معاف

سینۂ پاک کی مداحی ہے جذبہ اپنا
کہیں کا تذبہ نہ رکھدوں میں کلیجہ اپنا

سچ یہ ہے علم لدنی کا یہ گنجینہ ہے — حق کے عرفان سے اک رشتۂ دیرینہ ہے
جب ہے بے مثل تو کیسے کہوں آئینہ ہے — نور ہی نور ہو جس میں یہ وہی سینہ ہے

کیا ہے سینۂ سرکارِ دو عالم کہیے
بزمِ کونین کا بس صدرِ معظم کہیے

شکم پاک کے اوصاف کروں کیا میں بیاں — جو کی روٹی ہے غذا اور شکم شاہِ زماں
رات بھر رہتا ہے فاقے میں خدا کا مہماں — سنیے اک مطلعِ مداحیِ شاہِ ذیشاں

[1] "اسکی توصیف کا مضموں کوئی کیونکر باندھے
جس نے امت کیلئے پیٹ پہ پتھر باندھے"

[1] عیش مرحوم

وصفِ پا لکھ کے قلم پا بہ حنا ہوتا ہے
مدح گوئی کا ہر اک فرض ادا ہوتا ہے

جب کوئی محوِ ثنائے کفِ پا ہوتا ہے
اُسکے سر پر کرم و فضل خدا ہوتا ہے

جسکے یہ سر پہ ہوں وہ خلق میں سر دار ہے
یہ وہ ہیں عرشِ بریں جن کا طلبگار رہے

عرش اور فرش نے اِنسے ہی شرف پایا ہے
یہ وہ ہیں جن سے زمانے کا بڑا پایا ہے

اپنے سر رکھنے کو معراج و عروج آیا ہے
کسی مدّاح نے کیا خوب یہ فرمایا ہے

"جھینک دوں ہو جو مرے تاجِ سکندر سر پر
لاؤں نقشِ قدمِ پاک اُٹھا کر سر پر"

بس ہلالی کو نہیں اب تجھے تابِ گفتار
خوب لکھا یہ سراپائے شہِ پُر انوار

پیش کر اسکو بدر گاہِ رسولِ مختار
ہے یقیں دیکھو نہ جائیگی یہ محنت بیکار

لکھدے آخر میں کہ حالِ دلِ ناکام رہا
مدح تو ختم ہے مدّاح کا انعام رہا

سہ دخشیت مرحوم

تضمین قصیدۂ نعتیہ حضرت زار آہی مرحوم

خوب پینے کے لئے ایسی شراب اطہر　　دے چکے حکم مجھے ساقیِ حوضِ کوثر

دیکھکر خود کو سیہ مجھے کہنا ہی پڑتا ہے مگر　　جلوہ ریزی ہے مئے ناب کو مجھسا ابتر

اللہ اللہ تری دین خدائے اکبر

نہ وہ مے حکم قوانین سے ہٹائیں جسکو　　یا اطبا کی سفارش سے ہی پائیں جسکو

نہ وہ مے عام جماعت سے چھپائیں جسکو　　نہ وہ مے شرع کے شحنہ سے بچائیں جسکو

نہ وہ مے شہر کے قاضی کو نہ ہو جسکی خبر

نہ وہ مے ابرِ سیہ جس کے لئے ہو درکار　　نہ وہ مے جسکے لئے شرط بنے فصلِ بہار

نہ وہ مے جو رہے منتِ کششِ یوم امطار　　نہ وہ مے جسپہ عرق ریزیِ انگور کا بار

نہ وہ مے ہو جو زبونیِ کششِ سعیِ دیگر

نہ وہ مے جسکو کہ ذی ہوش سمجھیں حرام　　نہ وہ مے پینے پہ قدرت نہ رکھیں جسکے عوام

نہ وہ مے جس سے بھرا جائے سبو تو کا جام　　نہ وہ مے جس سے ہوئی زینتِ بزمِ بہرام

نہ وہ مے جس نے کیا تھا دلِ پرویز میں گھر

ہے وہ مے جسکے لئے ساغرِ ایماں آیا　　جسکو لیکر سببِ عالمِ امکاں آیا
جسکے آداب کی تعلیم کو قرآں آیا　　ہے وہ مے جسکے لئے خلق میں انساں آیا

ہے وہ مے جسکے بنے ساقیٔ کوثر، شافعِ محشر، یعنی دونوں جہاں کے سرور
ہے وہ مے جسکے ہیں ساقی ومضمر انوارِ نبیؐ

روح بن جائے مسلمان کے جو قالب میں　　جو جھلکتی تھی نبیؐ کی نظرِ جاذب میں
ذوقِ عرفاں ہے جو مومن کے دلِ راغب میں　　جو نظر آیا تھا جسے شعبِ ابوطالب میں

جسنے دکھلائے تھے کچھ غارِ حرا میں جوہر

جسنے نجران کو بھی جام پلایا اپنا　　جسنے بحرین میں بھی رنگ جمایا اپنا
حبش و روم کو انداز دکھایا اپنا　　جسکے اک جرعہ نے غیروں کو بنایا اپنا

جسکے اک گھونٹ نے اسکے کا پڑھا یا منتر

جو اُحد میں بھی میسر سبھی یاری کو　　وہ جو ورکار تھی خندق کی بھی تیاری کو
جسنے آسان کیا بدر کی دشواری کو　　جسنے آنے نہ دیا جی پہ گرانباری کو

بن گیا پھول سا گلدستۂ بابِ خیبر

وسطِ دنیا کو بنا یا گیا منبع جسکا　　تاکہ سیراب ہو ہر سمت سے مخلوقِ خدا
امّ الارضِ حرمِ پاک سے جسکا چشمہ　　جسکا دریا چمنستانِ مدینہ سے بہا

بھر گئے جس سے خدائی کے سبو و ساغر

بخشی عوض جسکا پیمبر کے نواسے کی حیات | جسکی قیمت چمنِ آلِ نبیؐ کے ثمرات
جس سے اسلام کی مظلومی میں بالا رہی بات | جسکا پرچم چڑھ کے جا ٹانگ لبِ نہرِ فرات

جسکا سر بڑھ کے گھٹا زور نہ زیرِ خنجر

جسکے اجزا ہوئے توحید و رسالت کے شراب | ہے امانت جسکے فلک پر جو خورِ عالمتاب
جو ولایت کے سمندر میں ہے درِ نایاب | میکدہ جسکا ہے گیلان میں وہ بادۂ ناب

جس سے بغداد بنا سجدہ گہِ ہر کشور

دیکھکر جس نے عالی کا مصفا چشمہ | دل یہ کہتا ہے کہ چشمہ ہو تو ایسا چشمہ
جس سے مارہرہ میں برکات کا اچھا چشمہ | جس کے ہمرشتہ ہے اجمیر کا چشتا چشمہ

جس سے لبریز ہے سرکار کا ساگر ساگر

جس سے فاران کی چوٹی پہ ہوئی ضوباری | جسکی لینے کو نجف میں بھی ہوئی تیاری
جسکا ہے بصرہ و بسطام میں پلہ بھاری | جسکی دہلی میں ہیں مرقد میں سبیلیں جاری

جس سے خمخانۂ توحید بنا قطب نگر

وہ مئے ناب کہ کلیر میں دکاں ہے جسکی | پاک پٹن میں بھی قائم ہوئی جسکی بھٹی
کالپی میں جو پہنچی جو گئی بہرائچ بھی | جسکے میخانے کی اک شاخ بریلی میں کھلی

جسکی برکت سے بدایوں ہے ہمایوں منظر

ہاں وہ جس سے نہ باقی رہا دورِ الحاد
جس نے انسان کو غلامی سے کیا ہے آزاد
مختصر یہ ہی کہ جس سے ملے گمُہاے مراد
جس کا ساقی ہے کرم گستر و فیاض و جواد
محسنِ خلقِ خدا شانِ خدا کا مظہر

ہاں وہ قبلہ کہ ادب کعبہ پہ ہے فرض اس کا
جس کے ہاتھوں سے دیا ہم کو جو خالق نے دیا
ہم کو اللہ سے ہر چیز دلانے والا
معطیِ خلقِ خدا فیض رسانِ دنیا
خاصۂ داورِ دادار، دو عالم داور

ایک امّی نے سکھائے جو علوم قرآن
سیکھے ہوتے کسی انسان سے تو کہتا انساں
بات پر اس کی نہ کیسے کوئی لاتا ایمان
اثرِ تربیتِ رب سے مربیِ جہاں
طرزِ تعلیم میں استادِ ازل کے جوہر

ہاں وہ ممدوح کہ مداح خداوند جلیل
ہاں وہ محبوب کہ عاشق ہوا خود حسنِ جمیل
وہ بشر جس کا نہیں کوئی دو عالم میں عدیل
وہ شہنشاہ کہ خدام میں جس کے جبریل
وہ شہنشاہ کہ تفویض میں جس کی کوثر

سر سے ہے جس کے شرف تاجِ شفاعت کو ملا
جسم پر جس کے سجی نورِ مکمل کی قبا
جس کو معراج کا خالق نے بنایا دولہا
جس کو اللہ نے لولاک کا خلعت بخشا
جن کی اولاد کو تطہیر کی آئی چادر

عرشِ اقبال، جہاں مملکت و اوجِ نشاں — رحمتِ آثار، حق آگاہ و ہدایت برہاں
سطوتِ اعزاز، حشم مرتبہ و فیض رساں — آسماں پایہ، سماک رفعت و فردوس مکاں
مہرِ تنویر، قمر طلعت و کیواں چاکر

چھپ سکے جن سے طلبگار ہیں جن و انساں — جن و انساں ہی نہیں ساری یہ بزمِ امکاں
خلق کو جنکے تصدق سے ملی امن و اماں — جنکے دروازہ پہ انبوہِ گدایانِ جہاں
جنکی سرکار میں مخلوقِ خدا گدیہ گر

جسمِ پرنور کا سایہ ہی نہیں تھا جنکے — عرقِ جسم کی خوشبو کی صفت اور ہم سے!
وہ گلِ ہاشمی، وہ نورِ خدا، کیا کہیے — جنکی خوشبو سے مہک جاتے تھے کوچے رستے
جنکے پرتو سے چمک جاتے تھے کنکر پتھر

دہنِ پاک کے ہر لفظ میں گوہر ریزی — حرکت میں لبِ بے مثل کی دل آویزی
نہ عتابات میں غفلت نہ سخن میں تیزی — بہرِ جمعیتِ احباب تبسم ریزی
بخششِ امتِ عاصی کے لئے آنکھیں تر

ہر طریقے سے تکالیف جو پہونچاتے تھے — "اِہدِ قومی" کی دعائیں اُنھیں بخشیں جنکے لئے
شانِ رحمت کہیں ہو سکتی ہے بڑھکر اس سے — اشقیا کے وہ ستم جس سے کلیجہ کانپے
اُسپہ وہ صبر کہ آئے نہ شکایت لب پر

جنکو دینار سے مطلب نہ درم سے کچھ کام　　اپنے خالق کے توکل پہ ہو جنکا ہر گام
باوجودیکہ زر و مال ہو انھی کا غلام　　توشہ خانہ کی جو پوچھو تو بس اللہ کا نام

اور احوال سے بھر دیں ابوسفیان کا گھر

طاعت و مرضیِ مولا کو بنائیں مسلک　　نور ہی نور ہو جن سے زمین تا بہ سمک
اُنکے اوصافِ معلّیٰ کوئی لکھے کب تک　　رات کو آئے بلاوا تو کریں سیرِ فلک

صبح خود بوجھ اہل کے اُٹھائیں جاکر

جنکا خالق کے قسم کھانے کے قابل ہو بدن　　ہر ادا جن کی ہو محبوبِ خداوندِ احد
دیکھ سکتا ہو نہ مغموم جنھیں ربِ صمد　　پاتی ہو حضرتِ باری سے رضی کی سند

اور پھر آپ رہیں محوِ عبادت شب کو

یوں تو ہر چیز ملے رب کے خزانے سے جنھیں　　خشک روٹی میں تکلف نہ ہو کھانے سے جنھیں
توشۂ فقر ملے سارے زمانے سے جنھیں　　عار آتی ہو نہ پیوند لگانے سے جنھیں

ننگ آتا ہو نہ جن کو غربا سے ملکر

(سلام)

ہو سلام آپ پہ اے سیدی و مطلوبی　　ہو سلام آپ پہ زیبا ہے جنھیں محبوبی
ہو سلام آپ پہ اے پیکرِ خوش اسلوبی　　ہو سلام آپ پہ اے مایۂ حسن و خوبی

ہو سلام آپ پہ اے نخلِ شمیم نیک سیر

ہو سلام آپ پہ اے باعثِ مخلوقِ خدا — ہو سلام آپ پہ اے ملتِ بیضا کی بقا
ہو سلام آپ پہ اے رحمتِ ربِّ دوسرا — ہو سلام آپ پہ اے بانیِ کعبہ کی دعا
ہو سلام آپ پہ اے نخلِ تمنّا کے ثمر

ہو سلام آپ پہ اے مالکِ فردوسِ نعیم — ہو سلام آپ پہ اے بادشہِ ہفت اقلیم
ہو سلام آپ پہ اے صاحبِ الطافِ عمیم — ہو سلام آپ پہ اے وارثِ ادریس و کلیم
ہو سلام اے گُلِ گلدستۂ ابنِ آذر

ہو سلام آپ پہ اے تازہ گلِ زیبائی — ہو سلام آپ پہ وجہِ شرفِ آبائی
رحمتِ خاص خود الفاظ یہ کہتی آئی — ہو سلام آپ پہ اے شیرِ خدا کے بھائی
ہو سلام آپ پہ اے فاطمہ بی بی کے پدر

ہو سلام آپ پہ اے مقصدِ نورِ ازلی — آپ واقف ہیں کوئی راز خفی ہو کہ جلی
ہو سلام آپ پہ اے عالی و اعلیٰ و علیؔ — ہو سلام آپ پہ اے والی و مولا و ولی
ہو سلام آپ پہ اور آپ کی سب عترت پر

عرض کرنیکو ہلالی بھی تھا مقصودِ دلی — آپ کی رائے مگر ہو سکی سمجھ میں آئی
آپ کا تجربہ سابقہ کہتا ہے یہی — بے طلب غیب سے ملجائیگی حاجت دلکی
خامشی عرضِ تمنا سے ذلکی بہتر

لہ لغوی معنی بلند۔ (علی نام صفاتی حق تعالیٰ کا بھی ہے)

جشنِ میلادِ غوثِ اعظم پر (۲۹ شعبان کو)

گلشنِ دہر میں معراجِ بہاراں ہے آج
قامتِ رنگِ گلِ اُمید بداماں ہے آج

آج کل ہی مہِ پاکِ رمضاں کی آمد
ہاں یہ کہیے کہ وداعِ مہِ شعباں ہے آج

بن گئی آمدِ خورشید دلیلِ خورشید
قبلِ ماہِ رمضاں اور ہی ساماں ہے آج

صبح سے رحمتِ باری کی گھٹا چھائی ہے
شام سے محفلِ انجم میں چراغاں ہے آج

بجی نوبت کی صدا دف میں اذاں ہر سو
اور رسائی کو خمِ شاخِ نہالاں ہے آج

صورتِ حال ہے میخانے کا سا شانِ صفا[لہ]
بارشِ کیفِ مئے بادۂ عرفاں ہے آج

جلسۂ منقبتِ شعر ہے گلشن گلشن
مدح کے طرز میں بلبل بھی غزلخواں ہے آج

دیکھنے کے واسطے پیغامِ حیات آیا ہے
دشمنِ ملت دیکھا بے سر و ساماں ہے آج

بزمِ گیتی میں اک انجمن آرائی ہے
یعنی آرائشِ کونین کا ساماں ہے آج

فرش پر کرتے ہیں اقطاب سر آرائی
عرش پر چترِ زری زرتاباں ہے آج

لہ ۔ اشارہ جانب مطلع قصیدہ غوثیہ ۔

یوں زمیں بوس ہیں مشرق سے شعاعیں جیسے / مطلعِ مہر کسی حسن پہ قرباں ہے آج
مختصر یہ ہے ہلالی کہ عیاں ہو یہ بیاں / جشنِ پیدائشِ شاہنشہ جیلاں ہے آج

آستانۂ والا مسندِ غوثیہ پر

اب اور چاہیے کیا عزّ و جاہ اے ساقی / کہ مل گئی ہے تری بارگاہ اے ساقی
صفائے حب کو جہاں ہیں وصال کے کاسات / وہ میکدہ ہے تری خانقاہ اے ساقی
گدائے در کو ملی تاجداریٔ عالم / ترے فقیر بنے بادشاہ اے ساقی
جو چاہتا ہو غلامیٔ ساقیٔ کوثر / وہ پہلے آ کے کرے تیری چاہ اے ساقی
ہے منزلِ قدمِ صدق آستانہ ترا / ہے تیری راہ طریقت کی راہ اے ساقی
ترا جمال بفضلِ خدا جہاں آرا / جہانِ حسن تری جلوہ گاہ اے ساقی
مئے الست سے سرشار ہے ہر اک میکش / یہ تیرا فیض و کرم ہے واہ واہ اے ساقی
خدا کرے کہ رہے مرجعِ خصوص و عوام / یہ آستانۂ بیکس پناہ اے ساقی

ہجومِ بادہ کشاں میں ہے بھیک کا طالب
ہلالی یعنی سگِ بارگاہ اے ساقی

نظیرِ بے مثالی

کہنگی کے سبب ایامِ جہالت میں جب
شہر کے لوگوں نے کعبہ کو کیا تھا تعمیر

وہ سمجھتے تھے مقدس حجرِ اسود کو
اُس زمانہ میں بھی تھی اسکی بہت کچھ توقیر

چار ممتاز قبیلوں میں ہر اک چاہتا تھا
ہم رکھیں اسکو یہی کرتا تھا ہر اک تدبیر

بات بڑھتی گئی ہر شخص تھا اپنی ضد پر
فتنہ برپا ہوا ہر اک نے نکالی شمشیر

بو اُمیہ نے کہا سب کو مخاطب اُس وقت
اور کہا رفعِ نزاعات کی ہے یہ تدبیر

پہلے کل صبح کو جو شخص حرم میں آئے
فیصلہ اسکا کرے، ختم کرے دار و گیر

مان لی بات یہ ہر اک نے مگر تھا یہ یقین
قتل و خوں آج نہیں کل ہی مچے گی گمبھیر

اسی اُمید پہ نیند آئی نہ ان کو شب بھر
کہ ابھی صبح کو جاگے گی ہماری تقدیر

قیدِ آرام سے تا دیر جو آزاد رہے
صبح ہوتے ہی ہوئے نیند کے پھندے میں اسیر

ہو گئے بیدار تو دیکھا ہے حرم میں موجود
سب امیں کہتے ہیں جسکو وہ جواں ہوں یا پیر

واقعی ایسا ہی بے مثل بشر تھا درکار
فیصلہ کرنا تھا ایسا کہ نہ ہو جس کی نظیر

شانِ یکتائی سرکار دکھائی حق نے
آگے اب دیکھئے سرکار کا حسنِ تدبیر

اپنی چادر پہ رکھا آپ نے سنگِ اسود — آپ تھے سبکے تو پھر کیوں کوئی ہوتا دلگیر
ہر قبیلہ سے ہوا منتخب ایک ایک ممبر — کہ رہے چاروں قبائل کی برابر توقیر
چار کونے تھے جو چادر کے لئے چاروں نے — دھوم تھی چاروں طرف خوب نکالی تدبیر
نیر عدل بھی ہیں، مہر فراست بھی ہیں — کیوں نہ یکتائے زمانہ ہوں شہ پُر تنویر

تاثیر نام خدا و رحمت مصطفیٰ

جب کیا غزوۂ غطفان میں جانیکا قصد — ایک منزل میں فروکش تھے شہ خوش القاب
صرف قیلولہ تھے اک پیڑ کے نیچے سرکار — دور تھے آپ سے سارے رفقاؤ احباب
تیغ اک ٹہنی پہ لٹکی ہوئی تھی آقا کی — فرش خاکی تن بیمثل کا تھا بستر خواب
صدر جس جگہ بھی ہو، صدر ہی کہلاتا ہے — بدر جس سمت بھی ہو نام ہے اسکا مہتاب
ایک دشمن بھی کہ نام اُسکا ہے غورث مشہور — گذرا اُس سمت کو کھاتا ہوا پیچ و تاب
اُسنے سمجھا کہ یہ موقع ہے غنیمت فوراً — کھینچ لی ہاتھ بڑھا کر وہی شمشیر پر آب
اُٹھ سرکار دو عالم کو کہا غورث نے — اب تمہیں کون بچائیگا بتاؤ تو جناب

مجھکو اللہ بچائے گا۔ شہ والا نے — یوں دیا غورثِ گستاخ کو سوفتہ جواب
اتنا سننا تھا کہ طاری ہوئی اسپر ہیبت — خوف سے لرزہ بر اندام ہوا خانہ خراب
کانپتے ہاتھ سے غورث کے گری تیغ ادھر — اور ادھر سید والا نے اٹھالی وہ شتاب
اور فرمایا کہ اب کون بچائے گا تجھے — ہاتھ سے میرے بتا کیا ہے ترے پاس جواب
ملتجی رحم کا وہ رحمتِ عالم سے ہوا — یہ سمجھکر کہ ہیں وا انکے کرم کے ابواب
کر دیا اسکو معاف آپنے اور اسنے کہا — تیرے قربان رسولِ دو سرا عفو مآب
صرف مومن کو نہیں بلکہ دو عالم کیلئے — کہ ہیں رحمت ہوا جنھیں ربِ دو عالم کی جناب

انجام قیاس محض باوجود سخن صادق

مسندِ علم پہ ہیں جلوہ فگن سیدِ خلق — حضرت جعفرِ صادق، وہ امام اسلام
ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے حضرت سے — اے حق آگاہ گیا جب میں ترے ملنے قیام

میں نے اک کتے کو دیکھا کہ وہ نکلا گھر سے — دہن آلودہ تھا اس کا کہ کھایا تھا طعام
جب میں اندر گیا دیکھا کہ کھلا ہے وہ ظروف — جس میں کھانا تھا، میں سمجھا کہ یہ کتے کا ہے کام
ہے یقیں یہ تو نجاست کا مجھے لیکن آپ — اس میں آئینِ شریعت کے بتائیں احکام
آپ نے پوچھا کہ منہ ڈالتے دیکھا تم نے — بولا وہ میں نے تو دیکھا نہیں یا فخرِ انام
لیکن اس امر میں ہے صاف قرینہ اپنا — عقل کی راہبری کا ہے سراسر یہ مقام
سن کے یہ بات جواب اس کو دیا آپ نے یوں — کہ نہیں ایسی شہادت میں قرینہ کا کام
لیکن اس شخص کی اس بات سے تسکین نہ ہوئی — اور اس ظرف کو برباد کیا جا کے تمام
پھینکتے ہی وہ کھانا جو گرا کپڑوں پر — جا بجا داغ سے کپڑوں پہ نظر آئے تمام
جا کے دھونے لگا کپڑوں کو وہ چشمے کے قریب — پھر وہ مصروف ہوا غسل میں بہرِ آرام
ایک قاتل بھی وہیں بھاگ کے آیا اس وقت — خون کپڑوں پہ تھا اور ہاتھ میں مخفی اک حسام
پہنا وہ پیرہنِ صاف وہیں قاتل نے — اور وہیں چھوڑ دیئے اپنا لباس اپنی حسام
بس کہ یہ شخص بھی چشمے سے نہا کر نکلا — تھا یہ اسکے لئے تعجیل و تعجب کا مقام

عجلت اسکی تھی کہ اک کام اُسے یاد آیا
حیرت اُسپر تھی کہ دیکھا نہ کسی کو بہرِ شام

الغرض اُسنے انھیں کپڑوں کو پہنا فوراً
اور چلنے لگا آگے کو اٹھا کر وہ حُسام

جا رہا تھا کہ گرفتار ہوا وہ ناگاہ
بولا وہ "میرے نہ کپڑے ہیں نہ یہ میری حُسام"

تب گرفتار کنندہ نے دیا اُس کو جواب
ہے قرینہ تو یہی۔ جھوٹ ہے سب تیرا کلام

لیجئے اب اُسے پیش آیا وہی مسئلہ پھر
اب نباہے سخنِ حق میں ہے کیا اسکو کلام

پہلے سمجھا تھا کہ ہے حکم قرینے کے خلاف
اب قرینے کا ذرا عقل سے پوچھے انجام

جبکہ تکذیب صداقت یہ آئی ہے بلا
اسکی تصدیق بریّت کو ہے پھر قولِ امام

اُنکے قنودوں کا تو کیا ذکر ہے، دن ہو جائے
رات کو دن کہیں کہہ بیٹھیں اگر انکے غلام

قصیدہ نعتیہ

(۱)

میری ہستی نہ ہو کیوں جلوہ گہِ رنج و محن — کہ گناہوں سے ہے آلودہ سراسر دامن
میری ہر رات شبِ اولِ مرقد ہے مجھے — ہے شبِ تار سے بدتر مری صبحِ روشن
اسقدر عمر کٹی میری مگر صد افسوس — میرے سرمایہ میں کوئی بھی نہیں فعلِ حسن
اور دنیا میں بھی لے دیکھیے یہ پایا میں نے — کہ ہے اطوار پہ میرے یہ جہاں طعنہ زن
ملک میں ہاں مرے کردار کی ہر کمزوری — ارضِ دوآبہ سے مشہور ہے تا ارضِ دکن
جسقدر دولتِ تقویٰ ہے میسر مجھ کو — ”دل من داند و من دانم و داند دل من“
حوصلہ رکھتا ہوں بیا کہ فلک سے بھی بلند — اُسپہ وہ غفلت کہ ہر خورد و کلاں خندہ زن
میں وہ بلبل ہوں کہ رہتا ہوں چمن میں لیکن — میری غفلت میں نہاں ہیں مرے حالاتِ چمن
نہ کسی کام سے مطلب نہ کسی وقت کی قدر — بس بڑی چیز سمجھتا ہوں تو اک فنِ سخن
ہاں مگر مجھکو حقارت سے نہ دیکھے کوئی — کہ ہوں مداح و ثنا خوانِ شہنشاہِ زمن
اک طرف نسبتِ سرکارِ رسولِ عربی — اک طرف سب مرے اعمالِ زبوں، میرا چلن

جتنا چاہوں، مجھے کچھ اس سے سوا ملتا ہے
بے بضاعت نہ سمجھیں مجھے اربابِ وطن

جنکی سرکار میں پھیلاتا ہوں دامانِ اُمید
بھرتے ہیں وہ دُرِ مقصود سے میرا دامن

عیب میرے وہ نہیں دیکھتے وقتِ بخشش
عادتاً کرتے ہیں وہ لطف و عنایت فوراً

وہ جو راضی ہیں تو اللہ ہے راضی مجھ سے
اُنکی ہی مرضی ہے بس مرضیِ خلاقِ زمن

اُنکے صدقے میں جو اک پھول خدا سے مانگوں
تو اتر آئیں مرے گھر میں بہشتوں کے چمن

یاس سے دیکھوں اگر مزرعِ امید کی سمت
ابھی پڑنے لگے سرکار کی رحمت کی بھرن

مجھ سے کیا شکر ہو ممدوح کے احسانوں کا
کیا کرے اُنکی ثنا میری زبان، میرا دہن

میں کہ ایک بندۂ عاصی و حقیر و مجبور
وہ کہ افلاک کا مختار و شہنشاہِ زمن

تاجدارِ دو جہاں، باعثِ ہر کون و مکاں
عالمِ رازِ نہاں، واقفِ ہر سر و علن

خسروِ عرش نشیں، سرورِ دیں، زیبِ زمیں
فخرِ بے مثل یقیں، مالکِ فردوس و عدن

منزلت عالی، خوش اقبال، شرفِ استقبال
سطوت اجلال، کمال آئینہ، رفعت مسکن

حاکمِ جن و بشر، شافعِ روزِ محشر
فخرِ اخلاق و سفیرِ رحمتِ خلاقِ زمن

مصدرِ نورِ ازل، مرجعِ اُمید و امل
مرکزِ حسنِ عمل، پیکرِ اخلاقِ حسن

ایسے سیرت میں کہ مجموعۂ جملہ حسنات ایسے صورت میں کہ خود حسن بنے جامۂ تن

ایسے ذیجاہ کہ نعلین فلک منزل ہوں ایسے ذیشاں کہ رحمت کا ملے پیراہن

ایسے ذی اوج کہ مسجودِ ملائک ٹھیرے ایسے ذی قدر کہ محبوب خداوندِ زمن

انکی مخلوق نوازی کا خلاصہ یہ ہے کہ عنایات سے محروم نہیں ہیں دشمن

جنکی سرکار میں غیروں کیلئے امن و امان ہم گنہگاروں کو جنکا درِ اقدس مامن

کہیں تعلیم شہ پاک کو اِقرا[۱] نازل اور کہیں اُقسم[۲] سے منزلت و شانِ وطن

کہیں اتمام کا آدم جو وسیلہ پکڑیں کلمات[۳] اُنکے بنیں واقعِ آلامِ زمن

کہیں یہ حکم صریحی کہ کہو اُنظُرنا[۴] تاکہ مضمون کوئی دیگر نہ ہو پیدا معنیٰ

خیر امت[۵] کہیں ہم جیسے گنہگاروں کو کبھی تاکہ ہو سر پہ ہمارے شہ دیں کا دامن

جاء کم[۶] سے کہیں سرکار کی آمد کی نوید انہیں تخلیق کی تقویم[۷] ہی جن کی احسن

---

۱ اشارہ جانب قرآن پاک سورۂ اقرا (پارہ ۳۰)
۲ " " " " سورۂ بلد کی پہلی آیتہ (پارہ ۳۰)
۳ " " " " " سورۂ بقرہ رکوع (۴) پارہ (۱)
۴ " " " " " " " کے رکوع (۱۳) کی پہلی آیتہ
۵ " " " " " پارہ (۴) کے رکوع ۳ کی پہلی آیتہ
۶ " " " " " آخر سورۂ توبہ پارہ (۱۱)
۷ " " " " " سورۂ تین کی آیتہ ۴ (پارہ ۳۰) یعنی نوعِ انسان

کہیں لولاک لما مقصد تخلیق کی شرح
کہ بغیر آپ کے افلاک نہ ہوتے قطعاً

کہیں اوصاف نبی میں رؤف اور رحیم
لقب نور کہیں درج کتاب روشن

کہیں تاعرش انھیں لیجانے کا ذکر
اسپہ تاخیر کی تردید کو لفظ لیلاً

کہیں تنبیہ کہ آواز کو اونچا نہ کرو
مدعا یہ ہی کہ بالا ہی رہے انکا سخن

کہیں مقصد کہ پکاریں نہ ورائے حجرات
تاکہ بے عقل نہ ٹھہریں کہیں آداب شکن

کہیں تاکید کہ یہ بات بھی ملحوظ رہے
کہ ہیں اب تم میں رسول دوسرا جلوہ فگن

کہیں فرمان خدا وحی ہے اظہار کمال
کہیں مازاغ کی طلعت سے بصیرت روشن

کہیں یہ ورد کہ اتنا نہ کھڑے ہو شب میں
طول تسبیح سے تحقیق کہیں روز روشن

۱۔ اشارہ جانب حدیث قدسی۔
۲۔ اشارہ جانب قرآن پاک آخر سورۂ توبہ (پارہ ۱۱)
۳۔ ״ ״ ״ ״ سورۂ مائدہ کے رکوع ۲ کا وسط پارہ ۶۔
۴۔ ״ ״ ״ ״ ״ سورۂ بنی اسرائیل قبل رکوع ۶ پارہ ۱۵ شروع
۵۔ ״ ״ ״ ״ ״ سورۂ حجرات آیۂ ۲ (پارہ ۲۶)
۶۔ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ (״ ״)
۷۔ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ (״ ״ ترجمہ اور جان لو کہ۔۔
۸۔ ״ ״ ״ ״ سورۂ نجم۔ آیہ ۲۔ بسلسلہ آیات ماسبق (پارہ ۲۷)
۹۔ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ۱۷ (پارہ ۲۷)
۱۰۔ ״ ״ ״ ״ ״ سورۂ مزمل آیات ۱-۲-۳ (پارہ ۲۹)
۱۱۔ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ آیۂ ۷ ترجمہ تحقیق تیرے لئے دن میں لانبی تسبیح ہے

کہیں ہاں شق قمر اور شرح صدر — کہیں مزمل و مدثر القاب حسن
کہیں اکرام فترضیٰ کہیں اتمام نعم — کہیں توصیف مبیناً سے ذکر فتحاً
کہیں رفعت کو رفعنا لک ذکرک کا ذکر — کہیں اعزاز کو اعلان صفات احسن
کہیں یہ مژدہ کہ ہم نے تمہیں کوثر بخشا — کہیں اعلان کہ ابتر ہے تمہارا دشمن
کہیں مذکور صلوٰۃ اور کہیں ذکر رحمت — کہیں یہ حکم درود انپہ پڑھو تسلیماً
صلی اللہ علی صاحب قاب قوسین — برکاتہ وصلوٰتہ وسلامہ ابداً
اتھی بعثت سرکار وہ احسان ہے کہ خود — رب اکبر کرے یہ تذکرہ خاص منن

سورۂ قمر کی پہلی آیۃ (پارہ ۲۷) (اشارہ جانب قرآن پاک)
سورۂ الم نشرح. شروع (پارہ ۳۰)
اشارہ جانب قرآن پاک. شروع سورۂ مزمل و شروع سورۂ مدثر
" " " سورۂ ضحیٰ آیۃ ۵ (پارہ ۳۰)
" " " سورۂ مائدہ کے رکوع اول کا وسط (پارہ ۶)
" " " سورۂ فتح آیۃ (۱) پارہ ۲۶
" " " سورۂ الم نشرح آیۃ (۴) (پارہ ۳۰)
" " " سورۂ احزاب. رکوع ۶ آیۃ ترجمہ. اے نبی ہم نے تمکو بھیجا گواہی
دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا. اور اللہ کیطرف اسکے حکم سے بلانیوالا اور چمکتا چراغ بناکر بھیجا
سورۂ کوثر آیۃ (۱) پارہ ۳۰
" " " "
اشارہ جانب قرآن پاک پارہ ۲۲ کے رکوع ۴ کا آخر.
" " " سورۂ انبیا کے رکوع آخر میں (پارہ ۱۷) حضور کو رحمت بنا کر بھیجا
" " " پارہ ۲۲ کے رکوع ۴ کا آخر
" " " پارہ ۴ کا رکوع ۸ نصف سے پہلے (سورۂ آل عمران)

وہ جب آئے تو ہر اک سمت سے آتی تھی صدا — مرحبا انتَ فی اللہ نبا تا حسنا
مدحِ حاضر میں پڑھوں اب وہ درخشاں مطلع — جس پہ قربان ہو ہر مطلعِ صبحِ روشن

مطلع

آپ کا نام ہوا صبحِ ازل سے روشن — آپ ہیں نورِ علیٰ نور شہنشاہِ زمن
آپ کے جسم کا سایہ نہیں یعنی ہیں آپ — مظہرِ نورِ خداوندِ تعالیٰ ہمہ تن
نعمتِ کون و مکاں وسعتِ فیضِ سرکار — رحمتِ خاصِ خدا آپ کا ظلِ دامن
تنزلت ہر سحر و شام قدمبوسِ حضور — شان ہر گام پہ کہتی ہوئی اھلاً سھلاً
حسن سو جان سے قربان جمالِ بے مثل — اور قبائے عربی کی قد زیبا پہ پھبن
پُر بہار آپ کے انوار سے محفل محفل — باغ باغ آپکے الطاف سے گلشن گلشن
خوفِ خورشیدِ قیامت کا نہ ہوگا انہیں گذر — جن خیالوں میں سمائی ہو بہارِ دامن
اپنی آنکھوں کو لگاتا میں اٹھونگا سرِ حشر — نام سرکار کا لکھا ہو جو بالائے کفن
آپکی راہ میں آنکھیں نہ بچھاؤں کیسے — خاکِ پا ایسی ہے جو سرمۂ بینائی من
آپکی آل پہ اصحاب پہ ہو رحمتِ رب — روز ہر صبح کو ہر شام کو وقتاً وقتاً
بھر دیا آپکے الطاف و کرم نے اتنا — کہ سنبھالے سے سنبھلتا نہیں اپنا دامن

مجھکو اللہ نے جب سا والی بخشا — اور کیا مانگوں میں آگاہ خداوندِ زمن
ہو کے خاموش ھلالی یہ قصیدہ اپنا — پیش کر شاہ کو انعام ملیگا فوراً
پا سکے اس کا صلہ جب تو کہے جانا یوں — لِلنَّبِیِّ صَلوٰۃٌ وَّ سَلَامٌ اَبَدًا

قصیدہ نعتیہ

(۲)

گردش دہر نے سب لوٹ لیا دل کا قرار — ستم و جور کو ہر وقت فلک ہے تیار
جسطرف دیکھئے چھائی ہے مصیبت کی گھٹا — رات تو رات رہی دن بھی ہے اب تیرہ و تار
جنگ ہے کشمکش زیست کی پیہم جاری — یعنی افکار سے محفوظ نہیں ہے جاندار
سخت مجبور ہے اس جنگِ معیشت سے معاش — اس سے ہوتی ہے تمدن کی عمارت مسمار
کلیہ تو یہی تھا جنس ہو کمیابیِ جنس — اتنا ہی وجہ معیشت میں گراں ہو بازار
لیکن اس دور کا انداز جداگانہ ہے — جنس پیدا ہو مگر اپنے لئے ہو بیکار
کیا کہوں کوئی اشیا کا ہے ملنا مشکل — مختصر یہ ہے کہ ہے خلق میں رہنا دشوار

قدر سکے کی گھٹے اور بڑھے قیمت زر
ہو گیا دہر میں آئینِ معیشت بیکار

اس نئے دور میں امراض بھی دیکھے ہیں نئے
جنکو دیکھا تھا نہ پہلے نہ سنا تھا زنہار

پئے تعمیر میسر نہیں آتا سامان
لیجئے بیکار ہوا سازِ طنابِ معمار

کاشتکارانِ وطن منزلِ تشویش میں ہیں
اُنکی ہستی ہے حقیقت میں مجسم افکار

ہے زمانے کا تقاضا کہ مٹا دے اُسکو
خلق میں نام ہے جسکا ذات کا سرمایہ دار

اور مزدور کی اُجرت ہے زیادہ پھر بھی
خاص ہے حصۂ مزدور میں جنسِ آزار

مختصر یہ کہ عجب وقت عجب عالم ہے
کیا کریں کیا نہ کریں آج ہے یہ لیل و نہار

علماء و حکماء و وکلاء و شعرا
سبکی اس مسئلہ کے حل میں ہیں عقلیں بیکار

ہاں مگر حکمِ خدا سے ہے ہر اک رنج و خوشی
اور ہے اُسکی مشیت سے ہر انساں ناچار

اور جب ایسا ہے تو پھر رنج بھی اک نعمت ہے
اسی نعمت پہ ہے احساسِ مسرت کا مدار

ضد سے ممتاز ہوا کرتی ہے ہر شے یعنی
ہو نہ جب دورِ خزاں کون کرے قدرِ بہار

ابھی اس بات کی تصدیق ہوئی جاتی ہے
سب اڑا جاتا ہے آلام و مصائب کا غبار

دیکھئے ہاں، وہ ہلالِ مہِ مولد چمکا
لیجئے ہاں، وہ ہوا ابرِ کرم گوہر بار

رنج اک خوابِ پریشاں تھا جو بس ٹل گیا — اب ہوں میں اور مرا عہد مسرت آثار
عید ہی جشن ہی، راحت ہی خوشی ہی ہم ہیں — اپنے سرکار کا ہی، آج جہاں میں دربار
کون سرکار، وہی زیبِ مقامِ محمود — نورِ حق، سیدِ سادات، رسولِ مختار
مالکِ خلد بریں، خسروِ افلاک نشیں — شاہِ فردوس مکیں، سرورِ دیں، عرش وقار
مسند آرائے جہاں، فخرِ زمیں، صدرِ زماں — باعثِ کون و مکاں، بادشہِ پر انوار
افتخارِ جد و اب، شاہِ عرب، خاصۂ رب — مصدرِ عیش و طرب، چشمۂ فیضِ غفار
حامیٔ امت و فریاد رس و محسنِ خلق — رحمت اظہار، حق آگاہ، محبت آثار
حوضِ کوثر ہو عطا صبحِ ازل سے لیکن — خشک روٹی سے کریں شام کو روزہ افطار
ایسے ممدوح کو مداح خداوند جلیل — ایسے مخدوم کہ جبریلِ امیں خدمتگار
ایسے موصوف کہ اوصاف میں انکے قرآن — ایسے مقبول کہ ہر امر قضا تابعدار
خاطرِ امتِ مرحوم کبھی سر بسجود — اور کبھی دستِ دعا پیشِ جنابِ غفار
پائے اقدس پہ ورم ہی کبھی امت کیلئے — اور کبھی چشمِ کرم اشک فشاں، گو ہر بار
دل بھر آئے، وہیں فرمائیں زباں سے لبیک — کہیں سن پائیں اگر امتِ عاصی کی پکار

دستگیری کو مہر کوثر و میزان و صراط
طلبِ عفو کو سجدے میں حضورِ غفار

ہاں خدا والوں کو کیونکہ خدا چھوڑیں
ساتھ اپنے ہی رکھیں اپنے بردوں کو ہر بار

نگہِ مہر سے محروم نہ ہو دشمن بھی
چشمِ بے خواب ہے امت کی ہو قسمت بیدار

شبِ اسریٰ میں وہ معراج کا سہرا سر پر
نگہِ شوق لگے پائے مبارک پہ نثار

نگہِ مہر کے انداز پہ قرباں ہو جائیں
جو نہیں قصۂ آہو کہیں آہوئے تتار

جس طرف وہ گلِ گلزارِ خلیلی پہونچے
بس ادھر کھینچ کے چلی آئے زمانے کی بہار

خالقِ حسن کو خود آئے پسند ایسا حسیں
ہو جو اک نورِ خداداد بشر پر انوار

وہی اُمی جسے اللہ نے بخشا ہر علم
فصحا جسکے مداح ہیں مضامین نگار

مائلِ رنگِ تغزل ہے مری طبع رسا
کیوں نہ ہو جمع ہیں سارے شعراء دربار

غزل

ذکر شہ سے ہے فزوں بزمِ حزیں کی بہار
سب اُتر آئی یہاں خلد کے گلشن کی بہار

پھول گلشن میں ہیں مہ و انجم و خور گردوں پر
دیکھنے آئے ہیں انکے رخِ روشن کی بہار

اے مرے ماہِ عرب دہر پہ نور تیرا
جسکے ہر ذرہ میں ہے وادیٔ ایمن کی بہار

خوف و عبرت ہو اگر پیشِ نظر تو کیا غم
ہے گنہگاروں کے سر پہ ترے دامن کی بہار

جو یہ کہتے ہیں کہ اک گوشۂ تاریک ہے قبر
کاش وہ بھی دیکھیں وہاں آئی ہے مرے مدفن کی بہار

دل میں ہے حضرتِ حاضرین پڑھوں مطلع تو
پیش سرکار کروں لطف و کرم کے اذکار

مطلع

آپ مایوس کی امید دوائے بیمار
آپ بیکس کا سہارا، دل مضطر کا قرار

حدِ ادراک و ادب زیرِ کفِ پائے حضور
لامکاں جلوہ گہِ رتبۂ و شانِ سرکار

عبدیت مفتخر از ذاتِ جنابِ والا
تربیت کو درِ معبود سے قربت درکار

بشریت کو یہ معراج کہ مسجودِ ملک
ذاتِ والا سے غرض سب کو ملا اوجِ وقار

بات اونچی نہ ہو کیوں آپ کے مداحوں کی
آپ کے واسطے ہے رفعتِ ذکر و اذکار

فضلِ مولا[1] کا شہا آپ کے سر سہرا ہے
آپ کو خلق کا خالق نے بنایا سردار

رو بہ انصاف ہوئے چھوڑ کے سب راہِ ستم
آپ کی باتوں نے دنیا کی بدل دی رفتار

جنکے حصہ میں رہی نصرتِ خلاقِ جہاں
ہیں وہی ناصرِ خلق آپ کے سارے انصار

خاکِ در آپ کی بیمار کو پیغامِ حیات
سرمۂ اہلِ نظر آپ کے روضہ کا غبار

---

[1] اشارہ جانب قرآن پاک۔ پارہ ۵ رکوع ۱۴۔ جس آیہ میں حضور پر اللہ کا بڑا فضل ہونا فرمایا گیا ہے اور اس سے پہلے کتاب و حکمت و تعلیم علم کا ذکر ہے۔

ہے مرا جذبۂ دل آپکے ہی در کیطرف
اک نگاہِ کرم و لطف اِدھر بھی سرکار

تا ابد آپ پہ ہر روز درود اور سلام
علم خالق میں جو اعداد ہیں ہاں اتنی بار

حشر تک آلِ مطہر پہ رہے رحمتِ رب
اور ان پر بھی جو ہیں آپکے اصحاب کبار

میرے حمد و مدح تری نذر کو لایا ہوں میں
تیری سرکار میں مقبول ہوں یہ چند اشعار

ان کا انعام مجھے خوبیِ دارین ملے
کہ تجھے رب نے دو عالم کا بنایا مختار

کیسے خاموش نہ ہو جائے ہلالیؔ یعنی
وقت کوتاہ اِدھر اور اُدھر کثرتِ کار

قصیدۂ نعتیہ

(۳)

بیان کیسے کروں میں دورِ موجودہ کی حالت کا
بہت دشوار ہے اظہار بھی اپنی مصیبت کا
وہ بام و در جو انوارِ یقیں سے جگمگاتے تھے
وہاں ہے رات دن اب تو اندھیرا شامِ ظلمت کا
نہ اوصاف جہانبانی، نہ اندازِ جہاں بینی
نہیں پاس اپنے اب پروانہ دنیا کی قیادت کا
مگر اس پر بھی ہے دنیا میں حقِ زندگی ہم کو
یہ حالت، اور یہ جوش اللہ کے دریائے رحمت کا
خدا کی راہ سے گو نفس ہم کو دور رکھتا ہے
خدا کو پاس ہے پھر بھی شہ والا کی امت کا
فقط اک نسبت خیر البشر کی اتنی عزت ہے
کہ ہم عاصی ہیں اور پھر بھی لقب ہے خیر امت کا

ؔ اشارہ جانب قرآن پاک۔ (پارہ ۴ کے رکوع ۳ کی پہلی آیت)

پڑھوں اک مطلع نو عید میلادِ نبی آئی

جہاں میں نور پھیلا مطلعِ صبحِ ولادت کا

مطلع غزل نعت

فرشتے تکتے ہیں یوں منہ گنہگارانِ امت کا

کہ جیسے مانگتے ہیں اُن سے کچھ حصہ شفاعت کا

سبق قرآن سے سیکھے کوئی آقا کی سیرت کا

بیانِ خلق ایک ایک حرف ہے ایک ایک آیت کا

وہ جس نے حُسنِ صورت حسنِ سیرت سب بنائے ہیں

وہ ہے مداح اُن کے حُسنِ صورت حُسنِ سیرت کا

خدا نے سوچ کر نورِ نبا بنت نسلِ آدم کو

ستارہ کس قدر چمکا دیا انساں کی قسمت کا

صراط و کوثر و میزاں کی تخصیص فرما کر

کرم میں اپنے حصہ کر دیا مخصوص امت کا

ط۔ اشارہ جانب حدیث پاک۔

ظہورِ شانِ محبوبی و دیدارِ شہِ خوبی
یہ عالم ہو تو روزِ عید ہی پھر دن قیامت کا
شبِ اسریٰ یہ معراجِ گنہگارانِ امت ہی
کہ ان کو فخر حاصل ہی شہِ دیں کی معیت کا
بلالؓ و زیدؓ و سلمانؓ و اسامہؓ راز سمجھے تھے
محبت میں غلامی کا، غلامی میں محبت کا
لیا جب نام اس مہرِ عرب کا تیرہ بختی میں
ھلالی بس سویرا ہو گیا شامِ مصیبت کا

مطلعِ دیگر

بناؤنگا میں اپنی قبر کو گلزار جنت کا
یونہیں آنکھوں میں نقشہ کھنچا ہوں شہ کی تربت کا
نہیں اوصافِ شاہنشاہِ دیں کی کوئی حد یعنی
بشانِ معجزہ کیا رنگ ہی وحدت میں کثرت کا
مثالِ کعبؓ مال و زر یہ ٹھوکر مار دیتا ہی
غنی دل ہی گدا بھی شاہِ دیں کے قصرِ دولت کا

خداؔ ہے جن کا رب اُن کے لئے رحمت پیمبر ہیں
جدھر زہ ہیں اُدھر رُخ ہی خدا کی شان رحمت کا
جہاں اُن کی مدد ان کی حمایت کار فرما ہو
مصیبت کیا، تخیل بھی نہیں آتا مصیبت کا
وہی رہبر دو عالم ساری عزت دینے والا ہی
نہ کیوں محبوبِ رب پر خاتمہ ہو ساری عزت کا
کیا نورِ ازل کو خاتم خاتمؔ رسولوں میں
ابد تک اب شرف ظاہر ہے اُن کی اولیت کا

تمنا ہی کہ روزِ حشر جس دم قبر سے اٹھوں
زباں پر ہو جری میرا قصیدہ نعتِ حضرت کا
الٰہی حشر میں میرے گناہوں کا رہے پردہ
تصدق اہتمام پردۂ خاتون جنت کا

لہ - اللہ پاک رب العالمین ہی جیسا کہ آیۂ اول قرآن پاک میں ہی- اور حضور عالمیں کیلئے رحمت ہی رحمت ہی (پارہ ۱۷- سورۂ انبیاکے رکوع آخر میں)

دوگانہ عید کا میری نمازِ صبح محشر ہو
نظر آئے مجھے جس وقت مطلع اُن کی رویت کا

کروں جنت میں جا کر منعقد اک نعت کا جلسہ
تبرک خوان پر خوان آئے خود منعم کی نعمت کا

جناب کعب[1] رض بھی ہوں بوصیری[2] رح بھی ہوں فرزدق[3] بھی
ملے حسان[4] رض و عبداللہ[5] رض کو بھی وقت شرکت کا

نظامی رح، جامی رح و سعدی رح و رومی رح اور خسرو رح کو
بیانِ نعت میں انداز ہو اردو کی وسعت کا

وہاں ہم نام سبحان اللہ خالد شیلڈرک بھی ہوں
کہ انگریزی میں نعت اک کام ہے انکی عقیدت کا

شریکِ بزمِ مدحت حافظ[6] و شبلی[7] و جوہر[8] ہوں
کہ ہے نعتِ ادب کو اعتراف انکی لیاقت کا

۱۔ حضرت کعب رض صحابی رسول ﷺ صاحب قصیدہ بانت سعاد۔ ۲۔ علامہ بوصیری صاحب قصیدۂ بردہ۔ ۳۔ فرزدق شاعر عرب مداح اہلبیت۔ ۴۔ حضرت حسان ابن ثابت ۵۔ حضرت عبد اللہ رض ابن رواحہ اگلے شعر میں فارسی شعرا اس سے اگلے میں انگریز مبلغ اسلام اسکے بعد کے اشعار میں شعراء اردو مذکور ہیں۔ ۶۔ حافظ پیلی بھیتی جنکے پانچ نعتیہ دیوان نظامی پریس بدایوں نے شائع کئے ہیں۔ ۷۔ شمس العلماء مولانا شبلی۔ ۸۔ مولانا محمد علی جوہر۔

کلاہِ فکر ہو زیبِ سرِ علامہ[1] مشرق
لباسِ فاخرہ پہنے ہوں محسن[2] خاص مدحت کا
رضا[3] پر اور حسن[4] پر اور حالی[5] اور شہیدی[6] پر
مرے نغموں سے پیہم کیف چھایا ہو مسرت کا
امیر[7] خوش بیاں ہوں رنگ پہنائی کے جامے میں
سیادت[8] نعت کی حصہ ہو احسن[9] اور حسرت[10] کا
ہر اک مداح شاہنشاہ بزمِ ذکر میں آئے
نیاز[11] آکر لگائے حاضریں کے عطرِ جنت کا
ملے سرکار سے پھر مجھ کو خوشنودی کا پروانہ
ھلالی میں کہوں پایا صلہ خوب آج مدحت کا

[1] بقول مولانا حسرت. اقبال کا تصورِ خدا فلسفیانہ اور تصورِ رسول عاشقانہ ہے [2] مولانا محسن کاکوروی. [3] مولانا احمد رضا خاں بریلوی [4] مولانا حسن بریلوی [5] شمس العلما مولانا حالی پانی پتی. [6] مولانا شہیدی صاحب تمنا بابت طائر روح مقید [7] جناب امیر مینائی [8] سید شاہ علی احسن مارہروی. [9] مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی [10] نور المبین نیاز بدایونی۔

قصیدہ نعتیہ

(۴)

کیا کروں عرض کہ معلوم ہی سب کو مرا حال
ناقص العلم ہوں پھر اس پہ مرے عصیاں کا کمال

موسم گل میں بھی ہی شبنم شگفتہ دل خام
سخن دہر میں ہی نخل تمنا "کچنال"

علم حق کوش نہیں ہو تو حجاب اکبر
عقل انساں جو بد اندیش ہو تو وجہ زوال

اتحاد اور اخوت کے ہزار دل دشمن
کیوں نہ جمعیت خاطر ہو پراگندہ حال

ہم زمیں والوں سے پرواز فلک ناممکن
جا نہ پر خاک نشینوں کا عمل امر محال

اپنی رفعت تو یہی ہو کہ ہو کردار بلند
اپنی معراج تو یہ ہو کہ ہو ایماں کا کمال

تجربہ کہتا ہی خود دار جزا ہم نہ سزا
سامنے آتا ہی انساں کے گناہوں کا مآل

زندگی بنتی ہی اعمال سے جنت، دوزخ
اسکی تائید میں موجود ہی قول اقبال

اسکی تمثیل گر انقدر بدایوں میں بھی ہیں
اولیا و شہدا و عرفا و ابدال

اور اسی شہر میں ننگ خلائق انساں
زندگی کے رخ تاریک کی ہی ایک مثال

جسکے کردار پہ اغیار کو آتی ہی ہنسی
جسکے افعال پہ احباب ہوا کرتے ملال

ہاں مگر اسکا یہ کہنا ہی مجھے ڈر کیا ہی
مجھکو حاصل ہی پناہ شہ فرخندہ خصال

جنکی سرکار میں ہر ایک کو آسائش و امن / جنکے دربار میں ہر ایک کو معراجِ کمال
جنکی سیرت ہی زمانے کے لئے مشعلِ راہ / خلق کی عام ہدایت کو ہیں جنکے اقوال
جنکے ہاتھوں سے ہر اک رحمتِ رب ملتی ہے / عام ہے جنکا جہاں پر کرم و جود و نوال
جنکے اوصافِ معلّیٰ کی کوئی حد ہی نہیں / دافعِ رنج و مصائب ہے فقط جنکا خیال
جنکا مداح ہے رب خلق ہے جن کا قرآں / جنکے اخلاقِ حسن کی نہیں عالم میں مثال
باغِ اُمید جہاں جنکے کرم سے شاداب / حسرت آگاہ زماں فیض سے جن کے خوشحال
فہم انساں سے بہت دور فضائل جنکے / جنکے ہم آپ پہ ہیں لاانتہا ہی افضال
جنکی بے مثل محبت کے سمجھنے والے / کہیں سلمانؓ و اویسؓ اور کہیں زیدؓ و بلالؓ
ساری دنیا کے خزانوں سے گھر اسکا بھر جائے / کوئی منگتا جو طلب انسے کرے ایک یال
ہاتھ پھیلانیکی حاجت نہیں کافی ہے یہی / کہ عطائے شہِ کونین کا ہو دل میں خیال
عظمتِ خلق لہ اللہ تعالیٰ کا کلام / رفعتِ ذکر عہ کو فرمانِ کبیر المتعال
للہ الحمد کہ آیا مہِ میلادِ حضورؐ / شکر صد شکر کہ اب دور ہوا اضمحلال
مطلعِ چرخ سے آئی جو مسرت کی نوید / مطلعِ مدحتِ حاضر کا ہوا دل میں خیال

لہ اشارہ جانب قرآن پاک۔ (سورہ القلم کی آیۂ ۴۔ پارہ ۲۹)
عہ ،، ،، ،، (سورہ الم نشرح۔ پارہ ۳۰)

مطلع

آپ کا ذکر ہے باحاصلِ جملہ اعمال
آپ کا نام ہے یا عطرِ جمیعِ اشغال

کنگرے گرتے ہیں، کسریٰ کا مکاں ہلتا ہے
کسقدر آپ کی آمد کا ہے رعب و اجلال

ایسے آقا کی غلامی کے شرف کے آگے
ہیچ ہے ہیچ ہے دنیا کے سلاطیں کا جلال

کچھ تامل ہو جنہیں عبدِ نبی کہنے میں
وہ سمجھتے ہی نہیں معنیٔ اسمائے رجال

آپکے ہاتھ میں ہے رب کے خزانے کی کلید
آپ ہیں قاسمِ انعام، قسیمِ اموال

نورِ سرکار سے شمس و مہ و انجم روشن
فیضِ سرکار سے ہر ذرّہ میں لمعانِ جمال

عملِ خیر کا ہلکا سہی پلّہ لیکن
آپکے تابعِ احکام ہے وزنِ کمیال

دلِ پژمردہ کو ہو آبِ حیاتِ ابدی
نقشِ پائے شہِ والا کا جو ہاتھ آئے غسال

ایسے دربار سے خالی نہیں جاتا منگتا
آپکے صدقے میں بھی مانگ کے دیکھے فی الحال

باغِ امید میں یارب رہے ہر وقت بہار
روز و شب پھلتا رہے ارمانکا نہال

ہو حالی کو عطا خاص قصیدے کا صلہ
بہرِ اصحابِ نبی، صدقۂ ازواج و آل

ـــ۵۵ـــ

سرکار آئے ....

صورت یاس جو محشر میں گنہگار آئے
یک بیک خوشخبری آئی کہ سرکار آئے

اجر لینے کو مئے مدح کے سرشار آئے
اسکو کہتے ہیں کہ دیوانے بھی ہشیار آئے

سنگریزے کلمہ پڑھنے لگے آقا کا
سجدہ کرتے ہوئے سرکار کو اشجار آئے

آنکھ سے شک عقیدت جو بہے، دل نے کہا
لیجے پھیلائیے دامن، درِ شہوار آئے

وہ جو لکھ سکتے ہوں در نعت و مناقب لکھیں
میں تو یہ کہتا ہوں وہ خلق میں بیکار آئے

جو رہے مسلک ایمانپہ وہ ٹھیرے "اعلون"[سلہ]
جو ہٹے اس سے وہ رسوا سر بازار آئے

اے ھلالی انھیں شیریں سخنی پیش کرو
خوان فیض شہ والا کے نمکخوار آئے

سلہ. بمعنی غالب ۔ اشارہ جانب قرآن پاک (پارہ ۴ کے رکوع ۵ میں)

یہ تجارت، وہ اُمیدِ منفعت

کہیں ہم نے مقابر کی زمیں کو بیچ ڈالا ہے
کہیں آیاتِ قرآنِ مبیں کو بیچ ڈالا ہے

بلندی پر نظر کیا ہو کہ کھوٹے سیم و زر لیکر
زیادہ تر نگاہِ دوربیں کو بیچ ڈالا ہے

ہے رکھی خاتمِ اتمامِ نعمت اب بھی پاس اپنے
مگر افلاس میں اُسکے نگیں کو بیچ ڈالا ہے

"گلیمِ بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ"
بقولِ حضرتِ اقبالؒ انہیں کو بیچ ڈالا ہے

سلف نے خلد میں جاگیر موروثی خریدی تھی
خلف نے حقِ فردوسِ بریں کو بیچ ڈالا ہے

لباسِ فاخرہ پایا تھا دربارِ رسالت سے
مگر آج اسکے جیب و آستیں کو بیچ ڈالا ہے

عجب انداز سے گندم نمائی جو فروشی ہے
حصولِ جاہ میں نانِ جویں کو بیچ ڈالا ہے

یہ سب کچھ ہے مگر ہم بارشِ رحمت کے خواہاں ہیں
محمدؐ مصطفٰے کے نام لیوا ہیں، ثنا خواں ہیں

اقتباس از شرح منظوم قصیدۂ بردہ شریف (ابیات اردو از مصنف بارش رحمت)

مُحَمَّدٌ سیدُ الکونین والثقلین | نام ہے انکا محمدؐ شہ کونین ہیں وہ
والفریقین من عربٍ ومن عجمِ | یعنی ہر خطہ میں سردار فریقین ہیں وہ

نبیُّنا الآمرُ الناہی فلا احدٌ | وہ نبی اپنے ہیں، ہر مظہر حق ذات انکی
ابرَّ فی قولِ لا منہ ولا نعمِ | نہی اور امر میں سچی ہے ہر اک بات انکی

ہو الحبیبُ الذی ترجیٰ شفاعتُہٗ | خاص رب ہیں، دلِ مایوس کی اک عید ہیں وہ
لکلِّ ہولٍ من الاہوال مقتحمِ | شافع خلق ہیں وہ، مرجع امید ہیں وہ

فاق النبیین فی خَلقٍ وفی خُلقٍ | خلق میں اور کمالی انبیوں سے بہتر نہ ہوا
ولم یدانوہ فی علمٍ ولا کرمِ | انبیا میں کوئی سرکار کا ہمسر نہ ہوا

فہو الذی تمَّ معناہ وصورتُہٗ | اچھے سب ظاہر و باطن شہ ذیجاہ کے ہیں
ثمّ اصطفاہ حبیباً باریُ النسمِ | برگزیدہ بھی ہیں، محبوب بھی اللہ کے ہیں

کالزہرِ فی ترفٍ والبدرِ فی شرفٍ | اوج میں بدر ہیں، نزہت میں کلی خلق انکا
والبحرُ فی کرمٍ والدہرِ فی ہممِ | ذی ہمم، بحر فیوضِ ازلی خلق ان کا

جاءت لدعوتہ الاشجارُ ساجدۃً | طلبی پر سوئے سرکار چلے آتے تھے
تمشی الیہ علیٰ ساقٍ بلا قدمِ | سجدہ کرتے ہوئے اشجار چلے آتے تھے